عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۵ تا ۱۱/ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۵/ جولائی ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۲۶

قیمت: ۷ روپے

حضرت عائشہؓ سیرت و کردار

غرور و تکبر کی سزا

ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں

عقیدہ و عمل

اخلاص کی اہمیت

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

Email: editorkn@yahoo.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

قرآن کریم مسجد سے گھر لے جانا:

س:...... ہماری مسجد میں ۴۰۰ قرآن ہیں، پڑھنے والے یومیہ صرف تیرہ آدمی ہوتے ہیں۔ رمضان میں لوگ نئے قرآن لاکر رکھ دیتے ہیں، الماری میں جگہ نہیں ہوتی، لہٰذا پچھلے سال کے قرآن بوری میں ڈال دیتے ہیں تاکہ سمندر میں ڈال دیا جائے، ہر مسجد میں کم و بیش یہی حال ہے۔ قرآن ضرورت سے زائد ہیں۔ ان کو بوری میں ڈالنے کے بجائے اگر لوگوں کے گھروں میں تقسیم کردیئے جائیں تو لوگ منع کرتے ہیں کہ مسجد کا مال آپ گھروں میں کیوں تقسیم کرتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسجد سے قرآن اٹھاکر لوگوں میں تقسیم کرسکتے ہیں تاکہ بوری میں ڈالنے اور ضائع ہوجانے سے بچ جائیں؟ جب کہ یہ قرآن مکمل محفوظ ہوتے ہیں؟

ج:...... جو قرآن مجید مسجد کی ضرورت سے زائد ہیں، باہر چھوٹے دیہات میں بھجوادیئے جائیں جہاں قرآن مجید کی کمی ہوتی ہے۔

جھوٹا حلف نامہ داخل کرنے کا کفارہ:

س:...... ایک مدت سے ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوں، آپ سے رہنمائی کا طالب ہوں، قرآن و حدیث کی روشنی میں مجھے میرے مسئلے کا حل بتائیں۔ میرا شمار ماہر ڈاکٹروں میں ہوتا ہے، کچھ عرصے پہلے تک میں دین سے نابلد تھا، تین سال قبل میں ایف آر سی ایس کرنے لندن گیا، وہاں انڈیا سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے سامنا ہوگیا، اس کے بعد سے میری دنیا بدل گئی۔ حرام، حلال کا ادراک ہوا، آپ کا کالم بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں، پچھلے دنوں حرام کی کمائی کے متعلق آپ کا جواب پڑھا کہ کس طرح گھرانے کا سربراہ اپنے پورے گھر کو حرام کی کمائی کھلا رہا ہے اور آپ نے جس طرح دور اندیشی سے اس کی بیوی کو حل بتایا کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر چلاؤ۔ میں اسی دن سے سخت مضطرب ہوں، میری کہانی یہ ہے کہ بظاہر اچھے نمبر ہونے کے باوجود جب کراچی میں میڈیکل میں داخلہ نہیں ملا تو میں نے جعلی ڈومیسائل بناکر پنجاب میں ڈاکٹری میں داخلہ لے لیا اور وہاں ہی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب ذہن میں یہ کشمکش ہے کہ چونکہ میں نے ڈومیسائل بنواتے وقت حلف نامہ داخل کیا کہ میں لاہور میں پیدا ہوا ہوں، جو کہ جھوٹا حلف نامہ تھا۔ اس کے بعد مستقل رہائش یعنی پی آر سی بھی میں نے داخل کیا، اس کے لئے بھی جھوٹا حلف نامہ داخل کیا، تیسری غلطی یہ کی کہ جب ڈاکٹری کا فارم بھرا تو اس میں بھی جھوٹے حلف نامے داخل کئے، لاہور کے جھوٹے ایڈریس لکھے، اب آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں کہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے میں نے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی، جھوٹے حلف نامے داخل کئے، جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ (ڈومیسائل اور پی آر سی) جمع کرائے، اگر میں یہ سب کچھ نہ جمع کراتا تو آج ڈاکٹر نہ ہوتا، نہ ہی داخلہ ملتا، اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو مجھے ڈگری عطا ہوئی ہے، اس کی کیا حیثیت ہے؟ آیا حرام کمائی میں شمار ہوگا یا حلال کمائی کہلائے گی؟ آپ مجھے آگاہ کریں کہ آیا میری کمائی جو ڈاکٹری کے پیشے سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہیں تو میں کچھ اور کام کرکے اپنے اہل و عیال کو حلال کمائی کھلاسکوں۔

ج:...... آپ نے جھوٹے حلف نامے داخل کئے، ان کا آپ پر وبال ہوا، جن سے توبہ لازم ہے، جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ ہے، اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کریں۔ جہاں تک آپ کی ڈاکٹری کا تعلق ہے، اگر آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے اور اس میں کوئی گھپلا نہیں کیا اور آپ میں صحیح طور پر ڈاکٹر کی استعداد موجود ہے تو آپ کا یہ ڈاکٹری کا پیشہ جائز ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

جلد: ۲۴ شمارہ: ۲۶ ۱۱۲۵/ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۹تا۱۵/ جولائی ۲۰۰۵ء

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کرانا
ناظم اشتہارات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و کمپوزنگ: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

قادیانیوں کی جانب سے مسلم ختم نبوت کا اغوا و تشدد	(اداریہ)	4
ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں	(فرید الدین مسعود)	6
غرور و تکبر کی سزا	(مولانا بدیع الزماں ندوی)	8
اخلاص کی اہمیت	(مولانا فضل الرحیم)	10
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا..... سیرت و کردار	(مولانا محمد عاشق الٰہی)	13
کامیابی کا راستہ (دوسری قسط)	(مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ)	18
عقیدہ و عمل	(محمد حنیف)	23

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۵۰ ڈالر

یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان کے نام ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
514122

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری، طابع: سید شاہد حسن، مطبع: القادر پرنٹنگ پریس، مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیوں کی جانب سے مبلغ ختم نبوت کا اغوا و تشدد

۱۷/ جولائی ۲۰۰۵ء بروز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کو نماز جمعہ سے واپسی پر قادیانیوں نے اغوا کرلیا' کئی گھنٹے انہیں حبس بے جا میں رکھا اور بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس حوالے سے جو خبر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اخبارات کو جاری کی' اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اسحاق ساقی پر قادیانیوں کا بدترین تشدد

اغوا کرنے کے بعد کئی گھنٹے تشدد کیا' سر اور جسم کے دیگر حصوں پر شدید ضربات آئیں

رہنما کی حالت نازک' خون کی الٹیاں' ناک اور کان سے اخراج خون

اغوا اور تشدد کے الزام میں قادیانی جماعت کے مقامی صدر سمیت پانچ قادیانی گرفتار

بہاولپور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا خواجہ خان محمد' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا سعید احمد جلال پوری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے رہنما و مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی پر قادیانیوں کی جانب سے بدترین تشدد کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے کھلی دہشت گردی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا محمد اسحاق ساقی کو چک 192 مراد تحصیل حاصل پور سے نماز جمعہ کے اجتماع سے واپسی پر تقریباً ڈیڑھ درجن قادیانیوں نے اغوا کرلیا اور کئی گھنٹے تک حبس بے جا میں رکھنے کے علاوہ بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ تشدد کے نتیجہ میں مولانا محمد اسحاق ساقی کے سر اور جسم کے دیگر حصوں پر شدید ضربات آئیں۔ یونین کونسل کے ناظم کی کوششوں سے مولانا کی رہائی عمل میں آئی جس کے بعد انہیں ہسپتال لے جایا گیا جہاں مولانا کو خون کی الٹیاں آئیں جبکہ ناک اور کان سے بھی خون بہہ رہا ہے۔ پولیس نے مولانا محمد اسحاق ساقی کے اغوا اور تشدد کے الزام میں قادیانی جماعت کے مقامی صدر سمیت پانچ قادیانیوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مولانا محمد اسحاق ساقی کے اغوا اور ان پر تشدد میں ملوث قادیانیوں کو دہشت گردی کے جرم میں سخت سے سخت سزا دے کر نشان عبرت بنادے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس مسئلہ کو اعلیٰ عدالتوں تک لے کر جائیں گے۔ اگر حکومت نے قادیانیوں کی دہشت گردی کا سدباب نہ کیا اور انہیں لگام نہ دی تو مسلمانان پاکستان قادیانیوں کو خود لگام دیں گے اور ان کی دہشت گردی کا از خود سدباب کریں گے۔"

اس سے قبل قادیانیوں نے مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کیا تھا جس کے نتیجہ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء نے جنم لیا تھا' اور اس تحریک کے ثمرات امتناع قادیانیت آرڈیننس کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

غیر جانبدار تجزیہ نگاروں کے نزدیک قادیانیت دہشت گردی کا دوسرا نام ہے۔ ان کے خیال میں قادیانی جماعت عالمی دہشت گرد تنظیم ہے' جس کے بین الاقوامی دہشت گرد جماعتوں اور اسلام دشمن قوتوں سے قریبی روابط ہیں اور قادیانی جماعت یہودی مفادات کی تکمیل کے لئے مسلم ممالک میں دہشت گردی کے

واقعات کروارہی ہے۔ ہمارے خیال میں مولانا محمد اسحاق ساقی کے اغوا اور ان پر تشدد کا واقعہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قادیانیوں نے مولانا محمد اسحاق ساقی پر حملہ کرکے غیر جانبدار تجزیہ نگاروں کی رائے کو درست ثابت کردیا ہے۔ یوں قادیانیوں نے خود اپنے آپ کو دہشت گرد ثابت کرنے کے علاوہ پاکستان میں قادیانیوں پر مظالم کے پروپیگنڈے کو بھی غلط ثابت کردیا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ در حقیقت قادیانی' مسلمانوں پر ظلم اور ان کا استحصال کررہے ہیں۔

قادیانیوں کی جانب سے دہشت گردی کے یہ واقعات نئے نہیں' بلکہ اس سے پہلے بھی وہ قتل' اغوا سمیت دہشت گردی کی مختلف وارداتوں میں ملوث رہے ہیں۔ قادیان میں ان کے مخالفین کا قتل ہوجانا معمول کی بات تھی۔ جو شخص قادیان میں قادیانی مذہب سے بغاوت کا اعلان یا قادیانیوں کے ناروا سلوک کی شکایت کرتا' وہ چند ہی روز میں قادیانیوں کے ہاتھوں قتل ہوجاتا۔ نہ معلوم کتنا افراد قادیانیوں کے قتل عام اور مظالم کا نشانہ بنے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ کرنے والے علمائے کرام و مبلغین پر حملے ہوئے اور ان کے دفاتر کو نشانہ بنایا گیا۔ اور یہ سب کچھ انہی قادیانیوں نے کیا جنہیں آج ملک میں مراعات یافتہ طبقہ گردانا جاتا ہے۔

انسانی حقوق کی تنظیموں پر تف ہے کہ وہ قادیانیوں پر فرضی مظالم کا ڈھنڈورا پیٹنے میں تو آگے آگے ہوتی ہیں' لیکن مسلمانوں پر قادیانیوں کے مظالم کے خلاف ان کی جانب سے کوئی آواز نہیں اٹھائی گئی' جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تنظیمیں بھی درپردہ قادیانیوں سے ملی ہوئی ہیں اور دونوں کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ آخر مسلمانوں کا کیا قصور ہے کہ یہ تنظیمیں مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرنے سے کتراتی ہیں؟ یہی ناں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کسی کانے' بدصورت شخص اور اس کے علاوہ دیگر مدعیان نبوت کو کذاب' دجال' لعین اور دھوکہ باز خیال کرتے ہیں۔ یہ تنظیمیں یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کے استحصال کے خلاف آواز نہ اٹھائی اور قادیانیوں کی حمایت جاری رکھی تو وہ دن دور نہیں جب مسلمانانِ پاکستان ان کا بوریہ بستر گول کردیں گے اور انہیں اس روئے زمین پر کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی۔

ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانی دہشت گردوں کی جانب سے مولانا محمد اسحاق ساقی کے اغوا اور ان پر ظالمانہ تشدد کا سختی سے نوٹس لے اور اس جرم میں ملوث تمام قادیانیوں کو سخت سے سخت سزا دے۔ اگر حکومت نے اس موقع پر ذرا سی بھی نرمی دکھائی تو قادیانی شیر ہوجائیں گے اور اپنی دہشت گردی کے ذریعہ پورے معاشرے کو انتشار اور انارکی پر مشتمل معاشرے میں تبدیل کردیں گے جس میں نہ کسی کی جان محفوظ ہوگی' نہ مال' نہ عزت' نہ آبرو۔ یہ حکومت کے لئے موقع بلکہ ٹیسٹ کیس ہے کہ وہ دہشت گردی کے خاتمہ کے دعوؤں کو پورا کرنے کے لئے قادیانیوں کی دہشت گردی کا کس طرح سدباب کرتی ہے۔ مولانا محمد اسحاق ساقی کے اغوا اور ان پر تشدد نے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ ملک میں ایک عرصہ سے جاری علمائے کرام کے قتل عام کی پشت پر قادیانیوں کا ہاتھ ہے اور قادیانی ہی اس قتل عام میں ملوث ہیں۔ اگر حکومت ملک کے سرکردہ قادیانیوں کو شامل تفتیش کرے تو اس راز سے پردہ اٹھایا جاسکتا ہے کہ قادیانیوں نے کس انداز سے ملک کے ممتاز علمائے کرام کو شہید کیا اور ظلم و بربریت کی حد کردی۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت حق و انصاف کے مطابق فیصلہ کرے گی۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم' سنت متواترہ' اجماع امت اولین و آخرین اور قیاس چاروں دلائل کی رُو سے ایک طے شدہ امر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ رب العلمین ہیں۔ رب کے معنی بھی ہیں کہ کسی چیز کو اس کے مناسب ترتیب دے کر تدریجاً کمال تک پہنچانے والا۔ اسی ربوبیت کا تقاضا تھا کہ انسان کے مادی ارتقاء کو حد تکمیل تک پہنچانے کے لئے سارے مادی اسباب کا انتظام فرمایا گیا۔ پس رب العلمین کی حکمت بالغہ سے یہ کیونکر متصور ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کی روحانیت کی تکمیل کا بندوبست اور اس کا مکمل انتظام نہ فرمائے؟ روح عالم امر کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر و حکم ہی سے اس کی تسکین ہوتی ہے۔ خدائے رحیم و کریم نے بے پناہ ربوبی شفقت ہی کی بنا پر مادی ارتقاء کے اسباب مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کی ابتدائی آفرینش ہی سے انسانیت و روحانیت کی تربیت و ترقی کے لئے وحی اور نبوت کا سنہری سلسلہ جاری فرمایا اور بتدریج اس کو تکمیل تک پہنچایا۔

انسان اس انسانیت کے ارتقاء کی راہ میں

فریدالدین مسعود

بالکل اس قافلہ کی مانند ہے جو ایک متعین منزل کی طرف رواں دواں ہے' لیکن اس منزل تک پہنچنے کے راستے سے وہ آگاہ نہیں' کوئی واقف راہ' شفیق رہنما اس کو راہ کی کچھ نشانیاں بتا دیتا ہے اور وہ قافلہ اس کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق کچھ راستہ طے کر لیتا ہے لیکن اب اس قافلہ کو پھر کسی رہنما کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ اس کی بتائی ہوئی علامات کے مطابق مزید کچھ اور فاصلہ طے کر لیتا ہے' اس طرح منزل کی طرف بڑھنے کی صلاحیت میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے' بالآخر اسے ایک ایسا شخص مل جاتا ہے جو اسے راہ سفر کا ایک مکمل نقشہ دے دیتا ہے اور قافلہ اس نقشے کے حاصل کرنے کے بعد کسی نئے رہبر کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان اور معاشرہ کا ارتقاء کوئی اندھا دھند عمل میں آنے والی حرکت نہیں' بلکہ یہ ایک با ہدف عمل ہے' اور اس کی ایک ہی راہ ہے' جسے صراط مستقیم کہا گیا ہے' اس عمل کا نقطۂ آغاز' راہ سفر اور منزل مقصود سب متعین ہیں۔

سنت الٰہی کے مطابق نبوت اور وحی کی یہ راہ بتدریج کمال تک پہنچی ہے' جیسا کہ ایک عمارت مکمل ہوتی ہے' عمارت کی تعمیر کا ہدف اس کے ستون اور دیواریں ہیں' ان سے ایک مکمل مکان ہوتا ہے۔ نبوت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ نبوت مصطفویؐ اس کی کامل صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ ختم و مکمل ہو جانے کے بعد وہ مزید

کسی اضافے کو قبول نہیں کرتا' کیونکہ تکمیل کے بعد کوئی اضافہ کمال کے منافی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث میں اس جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت ایک مکان کی مانند ہے' لیکن اس کے مکمل ہونے میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی' میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

یہ تکمیل انسانی ارتقاء کا ایک امر فطری ہے۔ ایک انعام خداوندی و موہبت الٰہی کی حیثیت سے قرآن اسی اتمام کا اعلان کرتا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا." (المائدہ)

عقیدۂ ختم نبوت کا انکار دراصل انسان اور انسانیت کی فطری تکمیل اور ایک نعمت الٰہی سے بغاوت ہے۔ دوسرے نبی کی ضرورت عقلاً کئی وجوہ سے ہوتی ہے اور ماضی کی تاریخ بھی اس پر شاہد ہے:

(۱) کسی کی نبوت وقتی ہو' پس وہ وقت گزر جانے پر دوسرے کسی نبی کی ضرورت ہو۔

(۲) کسی کی نبوت کسی خاص علاقے تک محدود ہو' پس اس محدود علاقہ کے باہر کے لئے کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہو۔

(۳) کوئی نبی اپنی حمایت و تائید میں دوسرے کسی نبی کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لے' جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو مانگ لیا تھا۔

(۴) نبی کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں' تحریف کا شکار ہو جائیں۔

(۵) دین و شریعت کی تکمیل نہ ہوئی ہو۔

ان تمام وجوہ پر اگر ہم نظر کریں تو دیکھتے ہیں کہ نیا نبی' ظلی ہو یا اصلی' اب اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی' کیونکہ آپ کی نبوت کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"و ما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً و لکن اکثر الناس لا یعلمون."

ایسا ہی آپ نے اپنی تائید کے لئے کسی کو رب العزت سے طلب بھی نہیں کیا۔ اس کے برخلاف قرآن کریم میں صاف اعلان ہوتا ہے:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین."

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بھی من وعن محفوظ ہیں لفظاً بھی اور معناً بھی' ارشاد ہوتا ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون."

اس کے ساتھ ساتھ دین محمدیؐ کی تکمیل و اتمام کا بھی واضح طور پر اعلان کر دیا گیا:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا." (المائدہ)

ختم نبوت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا طرۂ امتیاز اور خاصہ لازمہ ہے' اور اس صفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کو ذات و صفات میں لاشریک ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ کو معبود و الٰہ ماننا مگر الٰہ واحد اور اکیلا نہ ماننا' اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تو مانتا ہے مگر آخری نبی و رسول نہیں مانتا تو یہ ماننا بھی حقیقتاً نہ ماننے کے مترادف ہے۔

شاید یہ بھی ایک حکمت ہو کہ کلمۂ شہادت میں اللہ رب العزت کی الوہیت کی توحید کے ساتھ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت بھی لی گئی ہے اور یہ گویا اس بات کی وضاحت ہے کہ ایمان کے لئے اللہ کو ماننے میں جیسا کہ موحد ہونا ضروری ہے' ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء والمرسلین یقین کرنے میں بھی موحد ہونا ضروری ہے۔ یہی عقیدہ اسلام کے لئے حد فاصل ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا:

''یہ عقیدہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں' تنہا وہ عامل ہے جو اسلام اور ان (لوگوں) کے ادیان کے درمیان ایک مکمل سرحدی خط کھینچتا ہے جو توحید میں مسلمانوں کے ہم عقیدہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے ہیں' لیکن وحی نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان میں ''برہمو سماج''۔ یہی وہ چیز ہے جسے دیکھ کر کسی گروہ پر داخل اسلام یا خارج اسلام ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ میں تاریخ میں کسی ایسے مسلم گروہ کا نام نہیں جانتا' جس نے اس خط کو پھاند جانے کی جرأت کی ہو۔''

یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام

باقی صفحہ 12 پر

غرور و تکبر کی سزا

مولانا بدیع الزمان ندوی

اگرچہ دنیا ''دارالعمل'' ہے ''دارالجزاء'' نہیں اور پاداشِ کردار کے لئے معاد اور عالم آخرت کو مخصوص کیا گیا ہے۔ تاہم خدائے واحد کبھی کبھی دنیا میں بھی مجرموں کو ان کے عمل کی پاداش میں اس طرح کس دیا کرتا ہے کہ خود ان کو اور ان کے معاصرین اور ساتھیوں کو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ ان کے جرائم کی سزا ہے اور ان کی زندگی بعد میں آنے والوں کے لئے نشانِ عبرت و بصیرت بن جاتی ہے۔

خصوصاً غرور اور ظلم یہ دو ایسے سخت جرائم اور ام الخبائث ہیں کہ مغرور اور ظالم کو اپنی بداعمالیوں کا کچھ نہ کچھ خمیازہ دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انفرادی تکبر اور ظلم کی پاداش شخص و فرد کی زندگی سے متعلق ہوتی ہے اور قومی و اجتماعی تکبر و ظلم کی پاداش اور سزا قومی اور اجتماعی زندگی سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس لئے انفرادی تکبر و ظلم کی پاداش و سزا کی مدت بھی زیادہ عرصہ نہیں ہوتی، مگر قومی و اجتماعی کبر و ظلم کی پاداش کی مدت بھی ایسی طویل نظر آتی ہے کہ مظلوم قوم اور جماعت مایوسی کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی نظر سے یہ نکتہ اوجھل ہو جاتا ہے کہ قوموں کے عروج و زوال، عزت و ذلت اور کامرانی و ناکامی کی عمر افراد و اشخاص کی عمر کی طرح نہیں ہوتی بلکہ طویل ہوتی ہے، تاہم بعض حالات میں عبرت و بصیرت کے پہلو نمایاں کرنے کے لئے اس مدت کو بھی مختصر کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہود کے واقعات و حالات اس کی زندہ جاوید شہادت اور قابل صد ہزار عبرت و بصیرت ہیں اور یہ واقعات و حالات آج بھی مغرور اور ظالم لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

دنیا کی سزا سے آخرت کا عذاب معاف نہیں ہوتا:

مغرور اور ظالم لوگوں کو اگر عبرت و بصیرت کے پیش نظر دنیا میں کسی قسم کی سزا دی جاتی ہے یا ان کو عذاب الٰہی میں پکڑا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ان پر سے آخرت کا عذاب ٹل جاتا ہے اور معاف ہو جاتا ہے، بلکہ وہ عذاب اسی طرح قائم رہتا ہے جو اپنے وقت پر ہو کر رہے گا۔

عنقریب مغرور اور ظالم انجام کو اپنے جان لیں گے:

اللہ پاک جس کسی قوم، کسی گروہ اور کسی فرد کو اس کی بدکرداریوں اور اس کے مظالم و مفاسد کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور پاداش عمل کے قانون کو ان پر نافذ کرنا چاہتا ہے تو سنت اللہ یہ جاری ہے کہ وہ بداعمالیوں کے بعد فوراً ایسا نہیں کرتا، بلکہ ایک عرصہ تک ان کو مہلت دیتا ہے اور مختلف طریقوں سے ان کو ہدایت پر لانے کے تمام مواقع بہم پہنچاتا ہے تاکہ خدا کی حجت ہر طرح تمام ہو جائے، پس اگر اس کے بعد بھی ان کے کبر و غرور اور ظلم و عداوت کا تسلسل اسی طرح قائم رہتا ہے تو اس کی بطش شدید اور سخت گرفت اچانک مجرموں کو اس طرح پکڑ لیتی ہے کہ پھر کیفر کردار پر پہنچے بغیر رستگاری اور نجات ناممکن ہو جاتی ہے۔ ان کے سامنے اللہ پاک کا یہ فرمان مشاہدہ کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے کہ عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس طریقہ انقلاب کے ذریعہ وہ الٹ دیئے جائیں گے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرمایا کرتے تھے کہ ظالم اور متکبر اپنی موت سے قبل ہی اپنے ظلم و تکبر کی کچھ نہ کچھ سزا ضرور پاتا اور ذلت و نامرادی کا منہ دیکھتا ہے، چنانچہ خدا کے سچے پیغمبروں سے الجھنے والی قوموں اور تاریخ کی ظالم اور مغرور ہستیوں کی عبرتناک ہلاکت و بربادی کی داستانیں اس دعوے کی بہترین دلیل ہیں۔

ظالم و متکبر کا انجام ناکامی کا منہ دیکھنا ہے:

پھر یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ ظالم اور متکبر کتنے ہی زبردست اور طاقتور کیوں نہ ہوں، انجام کار ان کو ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور آخری انجام میں کامرانی و کامیابی کا سہرا ان ہی کے لئے ہوتا ہے جو ان کے مقابلے میں صبر کرنے والے

ہوتے ہیں' کیونکہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے' خواہ اس پھل کے حاصل ہونے میں کتنی ہی تلخیاں برداشت کرنی پڑیں' مگر جب بھی وہ پھل ملے گا' میٹھا ہی ہوگا۔

بنی اسرائیل مصر میں کتنے عرصہ تک بے بسی' بے چارگی' مظلومیت اور پریشان حالی میں بسر کرتے رہے اور نرینہ اولاد کے قتل اور لڑکیوں کے باندیاں بنائے جانے کی ذلت و رسوائی برداشت کرتے رہے' مگر آخر وہ وقت آ ہی گیا جب ان کو صبر کا میٹھا پھل حاصل ہوا اور فرعون کی تباہی اور بنی اسرائیل کی باعزت رستگاری اور نجات نے ان کے لئے ہر قسم کی کامرانیوں کی راہیں کھول دیں۔

دنیا نے یقین بھی کر لیا:

واقعہ یہ ہے کہ اس دنیا میں کتنے ہی جبابرہ' نماردہ اور فراعنہ آئے اور اپنے اپنے وقت پر کبر و غرور اور ظلم و ستم کے ایسے ایسے کرشمے دکھائے جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا' اور دنیا نے یقین بھی کر لیا کہ ان کے کبر و غرور اور ظلم و ستم کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا' وقت کا دیوتا ان پر مہربان ہے' لیکن جب حقیقی طاقت رکھنے والے فرماں روا نے ان کی قسمت کا فیصلہ کیا تو وہ اس طرح تباہ و برباد ہو گئے کہ دنیا میں ان کے نام لیوا تک نہ رہے اور ان کا شاہانہ اقتدار' حاکمانہ اقتدار اور متکبرانہ چال سب صفحۂ ہستی سے ناپید ہو گئے۔

ایک عظیم انقلاب:

چھٹی صدی عیسوی میں صحرائے عرب سے ایک قوم اٹھی' جس نے بہت تھوڑے سے وقت میں قیصر و کسریٰ کے پرخچے اڑا دیئے' رومن امپائر کا خاتمہ کر دیا' ایرانی تہذیب و تمدن کو بدل ڈالا' ایک عظیم خطہ کے کلچر و ثقافت کو اسلامی کلچر و ثقافت میں تبدیل کر دیا' دنیا نے اس ثقافت اور اس عظیم انقلاب میں امن و آشتی' انسانی اقدار و قیم و حکمرانی و جہانبانی کے اوصاف دیکھے' یہ نتیجہ تھا کبر و غرور اور ظلم و ستم کے خلاف صبر و استقلال کا...... یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں جن قوموں نے بھی ترقی کی ہے' وہ شروع میں بہت کمزور' بہت مظلوم اور بہت گمنام تھیں' دیکھنے والوں کو گمان ہوتا تھا کہ ان کا ستارہ قسمت کبھی نہ چمکے گا' ان کا آفتاب اقبال کبھی طلوع نہ ہوگا' مگر کبر و غرور اور ظلم و ستم کے خلاف صبر و استقلال اور تدبیر و حکمت نے یہ اندازے غلط ٹھہرا دیئے' وہ کمزور و ناتواں و بے سہارا قومیں اور افراد ترقی کے بام عروج پر پہنچ گئے' کامرانی و کامیابی کی ان بلندیوں تک پہنچ گئے' جس کے وہ آرزومند تھے' آج بھی ہم مغرور اور ظالم کے خلاف اس نسخہ کیمیا کو استعمال کر کے ترقی کے بام عروج پر پہنچ سکتے ہیں' اور دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

☆☆............☆☆

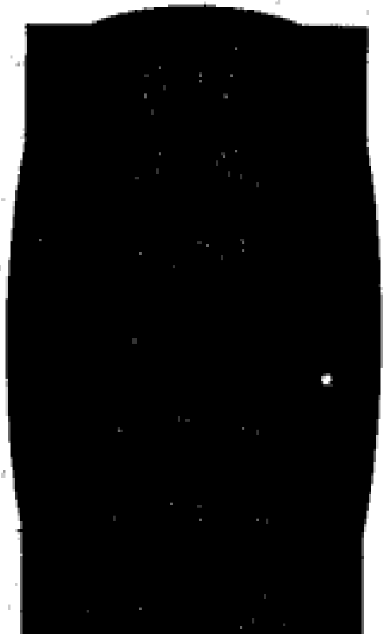
مساجد کیلئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

اخلاص کی اہمیت

مولانا فضل الرحیم

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہر اچھا کام یا کسی کے ساتھ اچھا سلوک صرف اس لئے اور اس نیت سے کیا جائے کہ ہمارا خالق و پروردگار ہم سے راضی ہو' ہم پر رحمت فرمائے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے ہم محفوظ رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ تمام اچھے اعمال اور اخلاق کی روح بھی اخلاص نیت ہے' اگر اچھے سے اچھے اعمال و اخلاق اخلاص سے خالی ہوں اور ان کا مقصد رضائے الٰہی نہ ہو' بلکہ نام ونمود' ریا اور دکھلاوا یا کوئی ایسا ہی جذبہ ان کا محرک اور باعث ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی قیمت نہیں اور ثواب بھی نہیں ملتا۔

لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا ثواب' جو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا اصل صلہ اور نتیجہ ہے' وہ صرف اعمال و اخلاق پر نہیں ملتا بلکہ یہ جب ہی ملتا ہے جبکہ یہ اعمال و اخلاق اللہ کی رضا جوئی اور اخروی ثواب کے ارادے سے کئے گئے ہوں۔

اپنے معاملات میں خود ہمارا بھی یہی اصول ہے۔ فرض کیجئے کوئی شخص آپ کی بڑی خدمت کرتا ہے' آپ کو ہر طرح آرام پہنچانے اور خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن پھر کسی ذریعہ سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ اسے آپ کے ساتھ کوئی خلوص نہیں' بلکہ اس نے یہ سب کچھ اپنی ذاتی غرض کے لئے کیا ہے یا آپ کے کسی دوست یا رشتہ دار سے اپنا کوئی کام نکلوانا چاہتا ہے تو آپ کے دل میں اس شخص کی اور اس کے برتاؤ کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔

بس اسی سے آپ اس معاملہ کو سمجھ لیجئے' فرق صرف اتنا ہے کہ ہم دوسروں کے دلوں کا حال نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ سب کے دلوں اور ان کی نیتوں کا حال جانتا ہے' پس اس کے جن بندوں کا یہ حال ہے کہ وہ اس کی خوشنودی اور رحمت کی طلب میں اچھے کام کرتے ہیں' وہ ان کے اعمال کو قبول کر کے ان سے راضی ہوتا ہے اور ان پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

اخلاص کی ضد ریا اور دکھلاوا ہے۔

اس کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

''جس نے دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے صدقہ خیرات دکھلاوے کے لئے کیا اس نے شرک کیا۔''

حقیقی شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات یا اس کے افعال یا اس کے خاص حقوق میں کسی دوسرے کو شریک کیا جائے' یا اللہ کے علاوہ کسی اور کی بھی عبادت کی جائے' اسے شرک حقیقی' شرک جلی اور شرک اکبر کہتے ہیں' ایسا شرک کرنے والوں کی ہرگز بخشش نہیں ہوگی۔

لیکن بعض اعمال و اخلاق ایسے بھی ہیں جو شرک حقیقی میں شامل نہیں لیکن ان میں شرک کا تھوڑا بہت شائبہ ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی شخص عبادت یا کوئی اور نیک کام لوگوں کو دکھانے کے لئے کرے تاکہ لوگ اس کو عبادت گزار اور نیکوکار سمجھیں' اسی کو ریا (یعنی دکھلاوا) کہا جاتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارکہ سے نکل کر ہمارے پاس تشریف

لائے تو آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لئے دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے عرض کیا: بتلایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شرک خفی ہے اور وہ یہ کہ آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو پھر اپنی نماز کو اس لئے لمبا کر دے کہ کوئی آدمی اس کو نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔

مسند احمد میں محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ ''شرک اصغر'' کا ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''شرک اصغر'' کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ریا۔

صحیح بخاری میں حضرت جندبؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت کے لئے کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے گا اور جو کوئی عمل دکھلاوے کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور دکھاوے گا۔''

بسا اوقات بعض دین دار حضرات بھی دین کے نام پر دنیا کما کر ریا کاروں میں شامل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آخری زمانے میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے، وہ لوگ اپنی درویشی اور مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرأت کر رہے ہیں، پس مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہی میں سے ایسا فتنہ کھڑا کروں گا جو ان کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران کر دے گا۔''

ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ''جب الحزن'' (غم کے کنویں) سے پناہ مانگو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''جب الحزن'' کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے اور (اس کا حال اتنا برا ہے کہ) خود جہنم ہر دن اس سے چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس میں کون لوگ جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بڑے عبادت گزار اور زیادہ قرآن پڑھنے والے جو دوسروں کو دکھانے کے لئے اچھے اعمال کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کی طویل روایت ہے جس میں ریا کار عالم، ریا کار مجاہد اور ریا کار سخی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان کے اعمال کو ضائع قرار دے کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہؓ کبھی کبھی بے ہوش ہو جاتے اور حضرت معاویہؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب ان کے

حکیم قاری محمد یونس ایم۔اے (پنجاب)
فاضل طب والجراحت
دواخانہ ... O/56.J.K سپر مارکیٹ
... 5551675 ... اوقات: صبح 9 تا ... بجے ... نماز عصر تا رات 9 بجے

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 7514972-7531133

سامنے یہ حدیث بیان کی گئی تو وہ بہت روئے اور روتے روتے بے حال ہوگئے۔

لیکن ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ بہت مرتبہ لوگ کسی شخص کے اعمال کو دیکھ کر اس سے محبت کرتے ہیں' اس کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور اس طرح اس شخص کی شہرت ہو جاتی ہے' تو یہ بات اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے' بشرطیکہ خود اس کے اندر ریا کاری موجود نہ ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے' اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہوں؟

ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی اچھا عمل کرتا ہو اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہوں) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو مومن بندے کے لئے نقد بشارت ہے۔

دراصل صحابہ کرامؓ کے ذہن میں ریا کا اتنا خوف تھا کہ ان میں سے بعض کو شبہ ہونے لگا کہ لوگ ان کے نیک اعمال کی تعریف کرنے لگیں تو کہیں یہ ریا میں داخل نہ ہو جائے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کرنے والے کے ارادے اور کوشش کے بغیر اگر دوسرے لوگوں کو اس کے اعمال کا علم ہو جائے' پھر ان کو اس سے خوشی اور محبت ہو جائے تو یہ اخلاص کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی حقیقت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع منڈی بہاؤالدین

کے عہدیداران کا انتخاب

منڈی بہاؤالدین (نمائندہ خصوصی) بروز جمعۃ المبارک جامعہ نورالہدیٰ محلہ صوفی پورہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کا ایک اجلاس حضرت مولانا ارشاداللہ صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوا' تلاوت قاری عبدالواحد صاحب مہتمم جامعہ انوار مدینہ میانہ گوندل نے کی' بعدازاں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد طیب فاروقی نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی' حضرت مولانا ارشاد اللہ صدیقی صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد اور خدمات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد آئندہ تین سال کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع منڈی بہاؤالدین کی نئی باڈی کا انتخاب عمل میں لایا گیا' ضلعی امیر کے لئے حضرت مولانا ارشاداللہ صدیقی صاحب' نائب امیر قاری عبدالواحد صاحب' جنرل سیکرٹری حاجی عبدالرحمٰن راول شوز والے' خازن حافظ محمد جاوید صاحب' ناظم دفتر قاری محمد سجاد صاحب' رابطہ سیکرٹری بھائی سہیل انجم صاحب اور ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد افضل صاحب متفقہ طور پر منتخب کیے گئے۔ آخر میں مولانا ارشاداللہ صدیقی صاحب نے دعا کروائی۔

بقیہ ختم نبوت

علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت دیتے نظر آتے ہیں اور ظہور قیامت سے پہلے جھوٹے مدعی نبوت' دجال اور کذاب کے فریب کو چاک کرنے کے لئے سارے انبیا سابقین کی طرف سے اسی شہادت کو دہرانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور کذابین کا قلع قمع فرمائیں گے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فریضہ عائد ہوتا کہ آپ آنے والے نبی کی بشارت دیتے' جیسا کہ پہلے انبیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دے کر گئے' حالانکہ کہیں پر ایسا کوئی لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں بلکہ اس کے برخلاف تواتر کے ساتھ یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی (ظلی ہو یا اصلی) نہیں آئے گا۔

ایک طریق زندگی جو انسانی فطرت کے مطابق ہو' جامع اور کلی ہو اور ہر طرح کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہو اور جو مسائل کی اچھی تشخیص کرے' جسے اچھی طرح منطبق کیا جا سکے' عمل و نفاذ کے مرحلے میں ہمیشہ رہنمائی کر سکے' اور حالات کے مطابق مختلف طریقوں اور بے شمار جزئی قوانین کے لئے سرچشمہ ثابت ہو سکے' یہ انسانی فطرت کا ایک عام تقاضا اور انسان کی ایک بنیادی ضرورت تھی۔ دین محمدیؐ کی تکمیل کے ذریعہ جب یہ ضرورت پوری ہوگئی تو فطرۃً و عقلاً کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا نبی یا نبوت کا ادعا فطرت اور عقل کے خلاف ہے۔

☆☆..........☆☆

امت مسلمہ کی مائیں

پہلی قسط

حضرت عائشہؓ سیرت و کردار

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے زینب بتایا ہے' لیکن وہ اپنی کنیت "ام رومانؓ" سے مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہی ایک بیوی ہیں' جن سے کنوارے پن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ ان کے علاوہ آپؐ کی تمام بیویاں بیوہ تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے چار پانچ سال بعد ان کی ولادت ہوئی اور چھ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی' نکاح مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہیں۔ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاءِ اعلیٰ کا سفر اختیار فرمایا' اس وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ (اصابہ جمع الفوائد بخاری شریف)

نکاح:

جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی تو حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نکاح نہیں کرلیتے؟ آپؐ نے فرمایا: کس سے؟ عرض کیا: آپ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور چاہیں تو بیوہ سے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا: کنواری کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مخلوق میں جو آپ کو سب سے محبوب ہیں' ان کی بیٹی یعنی عائشہ بنت ابی بکر (صدیقؓ) آپؐ نے دوبارہ سوال فرمایا: بیوہ کون ہے؟ جواب دیا: سودہ بنت زمعہؓ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکی ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر ہے' جاؤ دونوں جگہ میرا پیغام لے جاؤ' چنانچہ حضرت خولہؓ پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچیں۔ اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ تشریف نہ رکھتے تھے' ان کی بیوی سے کہا: اے ام رومان! کچھ خبر بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کس خیر و برکت سے تم کو نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ انہوں نے سوال کیا: وہ کیا؟ جواب دیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا ہے!

حضرت ام رومانؓ نے جواب دیا: ذرا ابوبکرؓ کے آنے کا انتظار کرو۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں وہ بھی تشریف لے آئے' ان سے بھی حضرت خولہؓ نے یہی کہا کہ اے ابوبکرؓ! کچھ خبر بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تم کو کس خیر و برکت سے نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ بولے: وہ کیا؟ جواب دیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ عائشہؓ سے نکاح کے بارے میں آپ کا پیغام پہنچا دوں!

یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا کہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے (کیونکہ میں آپ کا بھائی ہوں) کیا اس سے آپ کا نکاح ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب لینے کے لئے حضرت خولہؓ بارگاہ رسالتؐ میں واپس پہنچیں اور حضرت صدیق اکبرؓ کا اشکال سامنے رکھ دیا۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ تم اور میں دونوں دینی بھائی ہیں' تمہاری لڑکی سے میرا نکاح درست ہوسکتا ہے (یہ رشتہ کے حقیقی باپ شریک یا ماں شریک بھائی کی لڑکی سے نکاح نہیں ہے) دینی بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ چنانچہ حضرت خولہؓ واپس حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر آئیں اور شرعی فتویٰ جو بارگاہ رسالتؐ سے صادر ہوا تھا' اس کا اظہار کردیا' جس پر حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عائشہؓ سے آپؐ کا نکاح کردینے پر راضی ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر اپنی بیٹی عائشہ کا نکاح کردیا' اس کے بعد حضرت خولہؓ حضرت سودہؓ کے پاس گئیں اور ان کے اشارہ سے ان کے والد زمعہ سے گفتگو کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہؓ کا نکاح کردینے پر راضی کرلیا اور نکاح کرادیا۔

ہجرت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ

رضی اللہ عنہا کے مشورہ اور کوشش سے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح فرمایا' لیکن چونکہ حضرت عائشہؓ کی عمر بہت کم (صرف چھ سال) تھی' اس لئے رخصتی ابھی ملتوی رہی' البتہ حضرت سودہؓ کی رخصتی بھی ہوگئی اور آپؐ کے دولت کدہ پر تشریف لے آئیں اور گھر کی دیکھ بھال ان کے سپرد ہوئی' اس کے بعد ہجرت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور حضرات صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ پہنچنے لگے بلکہ اکثر پہنچ گئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی لیکن آپؐ فرماتے رہے کہ جلدی نہ کرو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تمہارا رفیق سفر بنادیں' یہ جواب سن کر حضرت ابوبکرؓ کو امید بندھ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا سفر ہوگا۔ چنانچہ جب اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوگئے' دونوں حضرات اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے اہل وعیال کو مکہ معظمہ سے بلانے کا انتظام فرمایا' جس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہما کو دو اونٹ اور ۵۰۰ درہم دے کر مکہ بھیجا تاکہ دونوں کے گھرانوں کو لے آویں۔ چنانچہ وہ دونوں مکہ معظمہ پہنچے اور راستے سے ان حضرات نے تین اونٹ خرید لئے' مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے ملاقات ہوگئی' وہ اس وقت ہجرت کا ارادہ کرچکے تھے۔ چنانچہ یہ مبارک قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا' جس میں حضرت زید بن حارثہؓ' ان کے صاحبزادے حضرت اسامہؓ اور ان کی بیوی ام ایمنؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور آپ کی بیویاں حضرت عائشہؓ' حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کی والدہ حضرت ام رومانؓ اور حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین شامل تھے۔ اس سفر میں حضرت عائشہؓ اور ان کی والدہؓ دونوں ایک کجاوے میں اونٹ پر سوار تھیں' راستہ میں ایک موقع پر وہ اونٹ بدک گیا' جس کی وجہ سے حضرت ام رومانؓ کو بہت پریشانی ہوئی اور گھبراہٹ میں اپنی بیٹی عائشہؓ کے متعلق پکار اٹھیں: ہائے میری بیٹی! ہائے میری دلہن! لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد یہ ہوئی کہ غیب سے آواز آئی کہ اونٹ کی نکیل چھوڑ دو' حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کی نکیل چھوڑ دی تو وہ آرام کے ساتھ ٹھہر گیا اور اللہ نے سب کو سلامت رکھا۔

جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے آس پاس اپنے اہل وعیال کے لئے حجرے بنوارہے تھے' حضرت سودہؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو ان ہی حجروں میں ٹھہرادیا اور حضرت عائشہؓ اپنے ماں باپ کے پاس ٹھہر گئیں۔ (استیعاب والبدایہ)

اس کے چند ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ (حضرت عائشہؓ کی بہن) کا زمانہ ولادت قریب تھا۔ وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کرکے آئی تھیں' انہوں نے قبا میں قیام فرمایا اور وہیں بچہ پیدا ہوا' جس کا نام عبداللہ رکھا گیا' حضرت اسماءؓ کے شوہر حضرت زبیرؓ تھے' اس لئے یہ بچہ عبداللہ بن زبیرؓ کے نام سے مشہور ہوا' ہجرت کے بعد مہاجرین میں یہ سب سے پہلا بچہ تولد ہوا' ان کے تولد سے مسلمانوں کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی' جس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں نے مشہور کردیا تھا کہ ہم نے جادو کردیا ہے' اب مسلمانوں کے اولاد نہ ہوگی' جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو یہودیوں کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا۔ (الاستیعاب والبدایہ)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب عبداللہؓ کی پیدائش ہوگئی تو میں اس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی گود میں لے لیا اور ایک کھجور منگا کر اپنے مبارک منہ میں چبائی' پھر بچہ کے منہ میں اپنے مبارک منہ میں سے ڈال دی۔ حاصل یہ ہے کہ سب سے پہلے بچہ کے پیٹ میں آپ کا لعاب مبارک گیا اور آپؐ نے دعا بھی دی اور "بارک اللہ" بھی فرمایا۔ (من البدایہ)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے' ان کے نام سے حضرت عائشہؓ کی کنیت "ام عبداللہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھی۔ (البدایہ والاصابہ)

رخصتی:

حضرت عائشہؓ کی رخصتی شوال میں ہوئی۔ عرب کے لوگ شوال میں شادی کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے اس جہالت کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں میری رخصتی ہوئی تو اب بتاؤ مجھ سے زیادہ کون سی بیوی آپ کی چہیتی تھی؟ (جب آپؐ نے مجھ سے نکاح بھی شوال میں کیا اور رخصتی بھی شوال میں کی تو اب اس کے خلاف چلنے کا کسی مسلمان کو کیا حق ہے؟ اس جہالت کو توڑنے کے لئے) حضرت عائشہؓ چاہا کرتی تھیں کہ شوال کے مہینہ میں عورتوں کی رخصتی کی جاوے۔ (البدایہ عن الامام احمد)

بخاری شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم مجھ کو خواب میں

دومرتبہ دکھائی گئی تھیں' میں نے دیکھا کہ ایک شخص تم کو ریشم کے بہترین کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے' میں نے کھول کر دیکھا تو تم نکلیں' میں نے (دل میں) کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے دکھایا گیا ہے تو اللہ ضرور اس کی تعبیر پوری فرمادیں گے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بصورت انسان ریشم کے کپڑے میں ان کو لے کر آیا تھا۔ (بخاری شریف صفحہ ۷۶۸ ج۲)

رخصتی کی پوری کیفیت اس طرح ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! آپ اپنی بیوی کو گھر کیوں نہیں بلالیتے؟ آپؐ نے فرمایا: اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لئے رقم نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ میں (بطور قرض) پیش کردیتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی پیشکش قبول فرمائی اور بیوی کے باپ ہی سے قرض لے کر مہر ادا کردیا۔ (ابن سعد)

مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مہر (عموماً) ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی ۵۰۰ درہم تھا۔ (ایک درہم تین ماشہ ایک رتی اور ۱/۵ رتی چاندی کا ہوتا تھا) آج کل مہر میں ہزاروں روپے مقرر کئے جاتے ہیں اور مہر کی کمی کو باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں' حالانکہ حضرت صدیق اکبرؓ سے بڑھ کر امت میں کوئی بھی معزز نہیں ہے' ان کی بیٹی کا مہر ۵۰۰ درہم تھا' جس سے ان کی عزت کو کچھ بھی بٹہ نہ لگا' اور دینے والے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ نے مہر نہ ہونے کی وجہ سے کم مقرر کرنے کو ذرا بھی عار نہ سمجھا۔ حضرت عائشہؓ کے واقعہ رخصتی سے ادائیگی مہر کی اہمیت بھی معلوم ہوگئی' کیونکہ مہر کے ادا کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ضروری سمجھا کہ مہر کی ادائیگی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے رخصت کرلینے میں تامل فرمایا۔ امت کے لئے ان باتوں میں نصیحت ہے۔

حضرت عائشہؓ واقعہ رخصت کو اس طرح ذکر فرماتی تھیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ میری والدہ نے آکر مجھے آواز دی' مجھے خبر بھی نہ تھی کہ کیوں بلارہی ہیں' میں ان کے پاس پہنچی تو میرا ہاتھ پکڑ کرلے چلیں اور مجھے گھر کے دروازہ کے اندر کھڑا کردیا۔ اس وقت (ان کے اچانک بلانے سے) میرا سانس پھول گیا تھا' ذرا دیر بعد سانس ٹھکانے سے آیا' گھر کے اندر دروازہ کے پاس والدہ صاحبہ نے پانی لے کر میرا سر اور منہ دھویا' اس کے بعد مجھے گھر میں اندر داخل کردیا' وہاں انصار کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا:

"علی الخیر والبرکة وعلیٰ خیر طائر"

ترجمہ: "تمہارا آنا خیر و برکت پر ہے اور نیک فال ہے۔"

میری والدہ نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کردیا (اور انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کردیا' اس کے بعد وہ عورتیں علیحدہ ہوگئیں) اور اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے' یہ چاشت کا وقت تھا' اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نئی بیوی سے ملاقات فرمائی۔ (بخاری و جمع الفوائد)

غور کیجئے! کس سادگی سے شادی ہوئی' نہ دولہا گھوڑے پر چڑھ کر آیا' نہ آتش بازی چھوڑی گئی نہ اور کسی طرح کی دھوم دھام ہوئی' نہ تکلف ہوا' نہ آرائش مکان ہوئی نہ فضول خرچی ہوئی اور یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ دلہن کے گھر ہی میں دولہا' دلہن مل ملائے۔ آج اگر ایسی شادی کردی جاوے تو دنیا نکو بنادے اور سو نام دھرے' خدا بچائے جہالت سے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اتباع نصیب فرمائے۔

مصاحبت رسول اللہؐ سے خوب فائدہ اٹھایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں ۹ سال گزارے اور ۹ سال میں خوب علم حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے سوالات کرکے علم بڑھاتی رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان کو علوم سے بہرہ ور فرمانے کا خیال فرماتے رہے۔

حضرت امام زہریؒ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جاوے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔ حضرت مسروق تابعیؒ حضرت عائشہؓ کے خاص شاگرد تھے' فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کرامؓ کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے' وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں معلومات کیا کرتے تھے۔ (جمع الفوائد والاصابہ والبدایہ)

حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی علمی الجھن پیش آئی اور اس کے متعلق حضرت عائشہؓ سے سوال کیا تو ان کے پاس اس کے متعلق ضروری معلومات ملیں۔ (جمع الفوائد والاصابہ والبدایہ) جس سے مشکل حل ہوئی۔ روایت حدیث میں تابعین کرامؒ کے علاوہ بہت سے صحابہ بھی حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے سوالات:

حضرت عائشہؓ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ سوال کیا: یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں' فرمایئے میں ہدیہ

دینے میں دونوں میں سے کس کو ترجیح دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الی اقربھما منک بابا"

ترجمہ: "دونوں میں سے جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو (اس کو ترجیح دو)۔" (بخاری شریف)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

"اللھم حاسبنی حسابا یسیرا۔"

ترجمہ: "اے اللہ مجھ سے آسان حساب لینا۔"

یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا: یا نبی اللہ! آسان حساب کی کیا صورت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کر دیا جائے گا (یہ آسان حساب ہے) پھر فرمایا کہ: یقین جانو! جس کے حساب میں چھان بین کی گئی' اے عائشہؓ وہ ہلاک ہوگیا۔ (رواہ احمد)

کیونکہ جس کے حساب میں چھان بین ہوگی وہ حساب دے کر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے اور حفصہؓ نے (نفلی) روزہ رکھ لیا' پھر کھانا مل گیا جو کہیں سے ہدیہ آیا تھا' ہم نے اس میں سے کھالیا' تھوڑی دیر کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (میرا) ارادہ تھا کہ آپ سے سوال کروں مگر مجھ سے پہلے (جرأت کرکے) حفصہؓ نے پوچھ لیا اور جرأت میں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی' یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں نے اور عائشہؓ نے نفلی روزہ کی نیت کی تھی' پھر ہمارے پاس ہدیتاً کھانا آ گیا' جس سے ہم نے روزہ توڑ دیا (فرمایئے اس کا کیا حکم ہے؟) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کی جگہ کسی دوسرے دن روزہ رکھ لینا۔ (جمع الفوائد)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں' ننگے بدن بغیر ختنہ اٹھائے جائیں گے (جیسے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے تھے) یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (یہ تو بڑے شرم کا مقام ہوگا) کیا مرد و عورت سب ننگے ہوں گے؟ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ! قیامت کی سختی اس قدر ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو کسی طرف دیکھنے کا ہوش ہی نہ ہوگا' مصیبت اتنی زیادہ ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔ (الترغیب والترہیب)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: "اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت میں مسکینوں میں میرا حشر کرنا۔"

یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایسی دعا کیوں کی؟ آپ نے فرمایا (اس لئے کہ) بلاشبہ مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے (اس کے بعد فرمایا: اے عائشہؓ) اگر مسکین سائل ہوکر آوے تو مسکین کو کچھ دیئے بغیر واپس نہ کر اور کچھ بھی نہیں تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دیا کر۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ جو اللہ جل شانہ نے (قرآن مجید میں) فرمایا ہے:

"و الذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلة انھم الی ربھم راجعون۔"

ترجمہ: "اور وہ لوگ (اللہ کی راہ میں) جو دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔"

تو ان خوفزدہ لوگوں سے (کون مراد ہیں) کیا وہ لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی نہیں! (ایسے لوگ مراد نہیں ہیں' بلکہ اس آیت میں خدا نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے) جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور (اس کے باوجود) اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول ہی نہ کئے جائیں۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ "اولئک یسارعون فی الخیرات" کہ یہ لوگ نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (یہ تو آپ نے بڑی گھبرا دینے والی بات سنائی کیونکہ) موت ہم سب کو (طبعاً) بری لگتی ہے (لہٰذا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا' لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی ہم میں سے کسی کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے) اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جسے طبعی طور پر موت بری لگے' اللہ کو اس سے ملاقات ناپسند ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آ پہنچا

ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز و اکرام کی خوشخبری سنائی جاتی ہے' لہٰذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں جو مرنے کے بعد اسے پیش آنے والی ہے' اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چاہنے لگتا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو چاہتے ہیں اور بلاشبہ کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملنے کی اس کو خبر دی جاتی ہے' لہٰذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی جو مرنے کے بعد اس کے سامنے آنے والی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ عن البخاری والمسلم)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں یعنی حج اور عمرہ۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! (یہ تو واقعہ ہے کہ) کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہ جائے گا' تین مرتبہ یوں ہی فرمایا: حضرت عائشہؓ نے دوبارہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ آپؐ نے ماتھے پر مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منہ برحمتہ۔"

ترجمہ: "میں بھی جنت میں داخل نہ ہوں گا' مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے۔"

تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو فرمایئے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ لیلۃ القدر کون سی ہے (یعنی یہ علم ہوجائے کہ آج لیلۃ القدر ہے) تو دعا میں کیا کہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہنا:

"اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔"

"اے اللہ! بلاشبہ تو معاف کرنے والا ہے' معاف کرنے کو پسند کرتا ہے' لہٰذا تو مجھے معاف فرما۔" (مشکوٰۃ)

آنحضرت ﷺ کی حضرت عائشہؓ سے محبت:

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر تمام بیویوں کی بہ نسبت زیادہ محبت تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہؓ انہوں نے مکرر سوال کیا: یارسول اللہ! مردوں میں سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہؓ کے والدؓ سائل نے سہ بارہ سوال کیا کہ ان کے بعد؟ فرمایا عمرؓ لیکن اس قدر محبت کے باوجود کسی دوسری بیوی کی ذرا حق تلفی نہیں فرماتے تھے۔ سب کے حقوق اور دلداری اور شب باشی میں برابری رکھتے تھے' چونکہ طبعی محبت اختیاری نہیں ہے' اس لئے بارگاہ خداوندی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی:

"اللھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک۔"

ترجمہ: "اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے' میرے اختیار کی چیزوں میں' لہٰذا مجھے ملامت نہ کیجئے' اس چیز میں جس کے آپ مالک ہیں اور میرے قبضہ کی نہیں ہے۔" (جمع الفوائد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے سبق مل گیا کہ ایک بیوی سے طبعی محبت زیادہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں لیکن حق کی ادائیگی میں سب کو برابر رکھنا فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کی تو پکڑ ہوگی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری کا خیال نہ رکھے تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(جاری ہے)

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے' خواتین کی زینت زیورات
ستارا جیولرز
صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی نمبر 2 فون: 745080

دوسری قسط

کامیابی کا راستہ

مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ

اپنے معاملات اور حالات کا جائزہ لو:

دنیا کی حکومت کو دیکھ لیجئے کہ لوگوں کی راحت و آرام کے لئے بجلی کا انتظام کر رہا ہے، ہر شخص اس سے استفادہ کر سکتا ہے چنانچہ گھر میں کنکشن لے لیا گیا، گھر میں روشنی کی سہولت ہوگئی، گرمی کے زمانے میں پنکھے اور کولر چل رہے ہیں اور ٹھنڈے پانی کی مشین بھی چل رہی ہے، غرضیکہ کتنی راحت مل رہی ہے، آرام و سکون حاصل ہو رہا ہے، مگر دیکھتے ہیں کہ ایک دم پنکھا بند ہوگیا، روشنی بند ہوگئی، کیا بات ہوگئی ہے؟ معلوم ہوا کہ کنکشن کاٹ دیا گیا، کہاں تو حکومت نے بجلی دی اور کہاں بند کردی، کیا بات ہوگئی؟ تو ہر شخص یہی کہے گا کہ بجلی کا بل مہینوں کا باقی تھا، اس کو ادا نہیں کیا، جب ہی بجلی کاٹ دی گئی، تو بے اصولی کی وجہ سے یہاں کی حکومت کا یہ معاملہ ہے کہ جو سہولتیں اور راحتیں مہیا تھیں وہ ختم کردی جاتی ہیں تو پھر وہاں کا بھی یہی معاملہ ہے کہ بے اصولی و بے عنوانی کی وجہ سے پکڑ ہوجاتی ہے، اس لئے میرے عزیزو اپنے معاملات کو دیکھو، اپنے حالات کو دیکھو۔

کیسے فلاح پا سکتے ہو؟

ایک بات قابل غور ہے کہ ہم اپنے بچوں سے سو فیصد اطاعت چاہتے ہیں کہ نہیں؟ ہم اپنی عورتوں سے سو فیصد اطاعت چاہتے ہیں کہ نہیں؟ اور ہم جن کے غلام اور بندے ہیں ان کی اطاعت ہم کتنی کرتے ہیں؟ ہم پچاس فیصد بھی کرتے ہیں، یہ معاملہ عجیب ہے، کیسے فلاح ملے گی، جب بیٹا باپ کو ناراض کر کے کبھی فلاح نہیں پا سکتا، چھوٹا اور ماتحت اپنے بڑے افسر کو ناراض کر کے کبھی فلاح نہیں پا سکتا تو ہم اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے کیسے فلاح پا سکتے ہیں؟

اسلامی وردی کا فائدہ:

اس لئے جہاں ڈیوٹی کی پابندی ضروری ہے، وہاں اسلامی وردی اور اسلامی وضع قطع کی پابندی بھی ضروری ہے، اس کا ایک فائدہ اور عرض کردوں کہ جس طرح دکان کے اندر مال ہو اور باہر دروازہ میں تالا نہ ہو تو چور حملہ کرتا ہے اور اندر کے مال کی خیر نہیں، اسی طرح اسلامی وضع قطع یہ باطن کی حفاظت کا تالا ہے، اگر یہ نہ ہو تو باطن کی خیر نہیں۔

یہ بڑی خطرناک بات ہے:

بعض لوگ اس کو معمولی اور ہلکا سمجھتے ہیں، اور ظاہری وضع قطع کو فاسقانہ بنانا معمولی بات سمجھتے ہیں یہ بڑی خطرناک بات ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو۔“

حکم ہے کہ ظاہری گناہ کو چھوڑو اور باطنی گناہ کو چھوڑو، جو آنکھوں سے نظر آتا ہے، ان میں وردی والے احکام بھی ہیں کہ ان کی خلاف ورزی کرنا یہ بھی گناہ ہے، فاسقانہ وضع قطع اختیار کرنا یہ جرم ہے، اس کو چھوڑنے کا حکم ہو رہا ہے اور پھر ظاہری گناہ کے ترک کو مقدم فرما کر اس کی زیادہ اہمیت بیان فرمائی اور یہ اس لئے ہے کہ ”بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں، ان کو کئے ہوئے کی عنقریب سزا ملے گی۔“ جو گناہ کرتے ہیں خواہ ظاہری ہو یا باطنی اس کا بدلہ ملتا ہے، ان کی بدعملی کی بنا پر۔

ہر عمل کے دو بدلے ہیں:

ہر عمل کے دو بدلے ہیں، اچھا عمل ہو یا برا ہو، ایک نقد اور ایک ادھار، چاہے برا عمل ہو یا اچھا عمل ہو، اس کی ایک محسوس مثال ہے کہ مان لیجئے کسی محکمہ میں تنخواہ تقسیم ہونے کا دستور ہے کہ جب مہینہ شروع ہوتا ہے تو تنخواہ پہلی تاریخ کو ملتی ہے یا جب مہینہ بند ہوتا ہے تیس یا اکتیس تاریخ کو تقسیم ہوتی ہے، اب ایک شخص ہے وہ ڈیوٹی انجام دیتا ہے، وقت پر حاضری دیتا ہے تو اس کام کے اس کو دو بدلے ملیں گے ایک تو تنخواہ لازم ہوتی ہے جو کہ نقد ہی مل گئی پھر دوسرا بدلہ اس وقت ملے گا جب دو چار برس کے بعد ریٹائر ہوگا تو پنشن ملے گی تو بدلے ہوگئے دو، ایک تنخواہ دوسرے پنشن، اور پنشن جو ملے گا اس میں آج کی بھی حاضری اور اصول کے موافق زندگی گزارنے ہوگا، اس کے برخلاف ایک شخص ہے وہ اکتیس تاریخ کو رشوت لیتے ہوئے پکڑا گیا تو اس بے اصول کے بھی دو بدلے ملیں گے، ایک نقد دوسرے ادھار، نقد تو یہ ہے کہ جس وقت پکڑا گیا تو اس سے ذلت و رسوائی ہوئی پھر دو چار مہینے

کے بعد جو جیل خانہ جائے گا یا برخواست ہوگا تو یہ بھی بدلہ ہوگا' جو کہ آج کی حرکت پر لئے مرتب ہوا تو بدلہ ہوا نقد بھی اور ادھار بھی۔ اسی طرح گناہ کے بھی دو بدلے ہیں ایک دنیا میں جو کہ نقد ہے اور ایک آخرت میں جو مرنے کے بعد ملے گا۔

طاعت وگناہ کے نتائج:

گناہ کرنے سے دنیا ہی میں پریشانی آتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو گناہ آدمی کرتا ہے تو رزق کے اندر کمی آجاتی ہی' گناہ کے نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے قلب کے اندر الجھن و پریشانی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دوری ہوجاتی ہے' نیک لوگوں سے اللہ والوں سے وحشت ہونے لگتی ہے' جس طرح گناہ کے نقصانات اور اس کی مضرتیں ہیں دنیا و آخرت دونوں میں اسی طرح طاعات اور نیکیوں کے فوائد وثمرات ہیں' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' ان کی تفصیل کے لئے جزاء الاعمال دیکھئے' جس میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ نے طاعت کے فوائد اور گناہ کے نقصانات جو دنیا میں ہوتے ہیں ان کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

کس کا اثر غالب ہوگا؟

ایک مرتبہ ایک جگہ بیان ہوا' بیان کے بعد جب میں چلنے لگا تو ایک صاحب نے ملاقات کی اور کہنے لگے کہ رزق کی بہت تنگی ہے' حالانکہ میں چار وظیفے پڑھ رہا ہوں جو بزرگوں نے لکھے ہیں' رزق کے سلسلے میں جو بزرگوں لکھے ہیں کہ فلاں چیز پڑھو رزق میں برکت ہوگی' فلاں چیز پڑھو رزق کے لئے باعث برکت و وسعت ہے' تو میں نے کہا کہ آپ نے ایسے وقت بات پوچھی کہ وقت تنگ بھی ہے اور سفر کی وجہ سے عجلت بھی ہے لیکن بہرحال اس سلسلہ میں ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ آٹھ وہ کام کر رہے ہیں' جو کہ رزق کے اندر تنگی کا باعث ہوں جو کہ رزق کو روکنے والے ہوں' جب چار عمل تو رزق کو کھینچنے والے ہوں' اور آٹھ عمل روکنے والوں ہوں تو خود فیصلہ کرلو کہ کس کا پلڑا غالب ہوگا؟

ایک گناہ تباہ کرنے کیلئے کافی ہے:

گناہ کرکے کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا' ایک شخص کے اندر ساری خوبیاں ہیں' صرف ایک بار رشوت لیتے ہوئے پکڑا گیا تو کیا ایسا شخص حکومت میں مقبول ہوسکتا ہے؟ ایک شخص میں بہت ساری خوبیاں ہیں صرف چوری کرتا ہے' بہت ساری خوبیاں ہیں' صرف ایک آدمی کو قتل کردیا ہے تو کیا ایسا شخص حکومت کی نظروں میں پسندیدہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں جب دنیا کا یہ معاملہ ہے کہ ایک بے اصولی اور ایک جرم کی وجہ سے انسان نظروں سے گر جاتا ہے اور اس کی مقبولیت ختم ہوجاتی ہے بلکہ ایسے شخص کو مجرم سمجھا جاتا ہے تو پھر خود ہی فیصلہ کرو کہ گناہ کرکے انسان اللہ کے یہاں کیسے مقرب ہوسکتا ہے؟ ایک ایک گناہ یہ اژدھا کے مانند ہے کہ انسان کی زندگی تباہ و برباد کرنے کے لئے کافی ہے' ایک ایک گناہ آدمی کو اوپر سے نیچے کی طرف گرا دیتا ہے' جنت میں سے جہنم میں پہنچا دیتا ہے' اس لئے ظاہر و باطن کا گناہ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے بچنا چاہئے اسی کو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا:

ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا بڑا جو ہو گناہ
اس سے بچئے اے مرد رہ تو ہے یہ سد راہ
لب پہ ہر دم ذکر بھی ہو دل میں ہر دم فکر بھی
پھر تو بالکل راستہ ہے صاف تا دربار شاہ

ولی اللہ بننے کا نسخہ:

ہمت کرکے گناہ چھوڑا تو انسان ولی بن گیا' لیکن ولایت کے مختلف درجے ہیں' جیسے امتحان میں پاس ہونے کے درجے ہیں: اول' دوم' سوم' جیسی محنت کی ہے ویسے ہی نمبر ملتے ہیں' اسی کے لحاظ سے کامیابی کے درجات ملیں گے اسی طرح گناہ چھوڑ دیا تو ولی بن گیا اب اس کے ساتھ سنتوں کی پابندی کرو' مستحبات کا اہتمام کرو' جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا' اس لحاظ سے جتنا مستحبات کا اہتمام کروگے' نوافل کا ذکر کا اہتمام کروگے اتنا ہی درجہ بلند ہوتا چلا جائے گا' چاہے فرسٹ ڈویژن کے ولی اللہ بن جاؤ چاہے سیکنڈ ڈویژن کے ولی اللہ بن جاؤ چاہے تھرڈ ڈویژن کے ولی اللہ بن جاؤ' بنیادی چیز یہی ہے کہ جب گناہ کو چھوڑ دیا بس پھر معاملہ آسان ہے کہ تھوڑے سے اہتمام وفکر سے انسان ترقی کرتا ہوا کہاں سے کہاں تک پہنچ جائے گا:

لب پہ ذکر اللہ کی تکرار ہو
دل میں ہر دم حق کا استحضار ہو

شروع میں جو آیت کریمہ پڑھی تھی' اس کے متعلق مجھے ایک مضمون بیان کرنا تھا وہ پورا ہوگیا۔

عالم باعمل سے شیطان گھبراتا ہے:

اب دوسرا مضمون جو عرض کرنا ہے' وہ یہ کہ حدیث پاک پڑھی تھی:

"ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔" (ترمذی)

کسی بستی کے اندر ہزار عابد ہیں تو شیطان کو کوئی فکر نہیں کہ ہزار آدمی جنت میں جائیں گے' کیونکہ ان کو آسانی سے بہکا کر گمراہ کرسکتا ہے' جیسے کسی بستی میں دس بیس مال دار ہوں تو چور ڈاکوؤں کو ان سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہوگی' ان سے پریشان نہیں ہوں گے بلکہ وہ کہیں گے کہ اچھا ہے جب چوری کرنا ہوگی تو کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی' یہیں پرانا کام کرلیں گے' لیکن اگر کوئی کوتوال ہو' سپرنٹنڈنٹ ہو تو اس سے گھبراتے ہیں ضلع بھر کے بدمعاش اسی

طرح اگر ایک عالم باعمل ہوتا ہے تو شیطان اس سے گھبراتا ہے' ڈرتا ہے' کیونکہ وہ برسوں کے مکروفریب کو تھوڑی دیر میں توڑ دیتا ہے' اس کی وجہ سے کتنے بندگان خدا راہ یاب ہوتے ہیں' دیکھو! حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دارالعلوم کی بنیاد ڈالی' حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ نے مظاہر علوم کی بنیاد ڈالی' حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے تھانہ بھون میں کیا کیا؟ کیسی عظیم خدمت کی ہے؟ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کاندھلہ کے تھے' دیکھو ایک ایک فرد کا کتنا بڑا کام ہے اور اس کا کتنا فیض ہے؟ استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ ہیں ان کے فیض کو دیکھو' ایک ایک سے ہزاروں کے اوپر لاکھ کے اوپر لوگوں کو فیض پہنچ رہا ہے۔

ہر خبر سے کوئی نہ کوئی حکم مقصود ہوتا ہے:

حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ ایک فقیہہ اور ایک عالم بھاری ہے شیطان پر ہزار عابد سے' یہ خبر ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر خبر کے پیچھے ایک حکم ہوتا ہے' ہر حکایت اور ہر واقعہ کسی نہ کسی حکم پر مشتمل ہوتا ہے' مثلاً کہا جائے کہ اس راستہ میں سانپ ہے یا اس راستہ میں کاٹنے والا کتا ہے تو بظاہر یہ ایک خبر ہے لیکن اس خبر سے حکم یہ نکلا کہ اس راستہ سے مت چلو' اس راستہ سے احتیاط رکھو' یہی انداز قرآن پاک اور حدیث پاک کا ہے کہ ان میں بھی ہر واقعہ اور خبر سے کوئی نہ کوئی عبرت ونصیحت اور حکم مقصود ہوتا ہے' جیسے فرمایا گیا:

"کہہ دیجئے آپ کہ اللہ ایک ہے۔" (سورۃ الاخلاص)

تو اس خبر سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کو ایک مانو اور ایک جانو' اسی طرح اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ ایک فقیہہ بھاری ہوتا ہے تو اس خبر سے درحقیقت حکم دینا ہے کہ فقیہہ بنو اور بناؤ تاکہ تمہارے اندر بھی وہی شان اور فضیلت پیدا ہو جائے' فقیہہ بننے اور بنانے کا انتظام کر دیہ حکم دیا جا رہا ہے' اس خبر کے ذریعہ سے۔

فقیہہ بننے کا قابل قدر جذبہ:

خود فقیہہ بننے کی ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ ایک شخص تھے جن کا نام تھا حسن بن زیاد ان کی زندگی جیسے امراء لوگوں کی ہوتی ہے' اسی طرح گزر رہی تھی جب ان کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو اتفاق سے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دل میں جذبہ پیدا ہوا کہ علم دین حاصل کریں' چنانچہ آپ کی خدمت میں چالیس سال گزار دیئے' تحصیل علم میں کیا جذبہ تھا؟ عمر چالیس سال کی ہوگئی مگر دین کا علم حاصل کرنے میں لگ گئے اور پھر اس میں چالیس سال لگائے اس لحاظ سے اسی سال کے ہوگئے پھر اس کے بعد چالیس سال فتویٰ کا کام کیا' دیکھو ایک شخص چالیس سال کی عمر میں فقیہہ بنتا ہے۔

فقہا کے زمرے میں شامل ہونے کی سہل تدبیر:

ایک بات اور بتلا دوں یہاں فقیہہ بننے کے سلسلے میں بات چل رہی ہے' وہ بات یہ ہے کہ یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں وہ سب فقیہہ اور عالم بن سکتے ہیں' تھوڑی سی ہمت وارادہ اور محنت کی ضرورت ہے' زیادہ نہیں صرف چالیس احادیث یاد کر لو اور دوسروں کو پہنچا دو تو انشاء اللہ فقہا کے ساتھ حشر ہو جائے گا' کتنی آسانی ہے تھوڑا تھوڑا کر کے یاد کیا جا سکتا ہے' قطرہ قطرہ دریا ہو جاتا ہے' اگر ایک ایک حدیث روزانہ یاد کرے تو چالیس دن میں چالیس حدیثیں یاد ہو جائیں گی' چنانچہ حدیث میں اس کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے:

"اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو فقیہہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔" (مشکوٰۃ)

تعلیم قرآن کی فضیلت:

اسی طرح قرآن پاک' ناظرہ پڑھنے اور پڑھانے کی بھی بڑی فضیلت اور ثواب ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

"جو شخص قرآن پڑھے اور جو کچھ اس میں ہے' اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا' جس کی روشنی دنیا کے گھروں میں چمکنے والے آفتاب کی روشنی سے اعلیٰ ہوگی اگر (بالفرض) تمہارے گھروں میں آفتاب ہو اب تم اس شخص کا مرتبہ خود سمجھ سکتے ہو جس نے اس پر عمل کیا۔" (مشکوٰۃ)

جو حافظ بن جائے اس کا پھر کیا پوچھنا؟ وہ خود بھی جنت کے اندر جائے گا اور دس اعزہ کو اپنے ساتھ لے جائے گا جو کہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم کے قید خانہ کے مستحق تھے۔ حدیث پاک میں ہے:

"جس شخص نے قرآن پاک کو پڑھا پھر اسے حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے ان دس عزیزوں کے حق میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جو دوزخ کے مستحق ہوں گے۔" (ترمذی)

حافظ ہونے کا سہل نسخہ:

ایک بات یاد آ گئی کیونکہ رمضان شریف قریب آ گیا ہے' ایک بہت سہل نسخہ ہے حافظ بننے کا' اتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں بولو بھائی کون حافظ بننا چاہتا ہے' کون کون بھائی حافظ کا درجہ اور مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے؟ (یہ دریافت کرنے پر بعض لوگوں نے ہاتھ اٹھائے اس پر فرمایا کہ ہاں بھائی ہاتھ بہت کم اٹھے ہیں) حافظ بننے کے لئے میرے عزیز دوستو!

ایک بہت سہل نسخہ ہے۔ حدیث پاک میں جو حافظ ہونے کی فضیلت آئی ہے اس میں مدت کا ذکر نہیں ہے کہ یہ فضیلت اتنی مدت میں حفظ کرنے پر ہے بلکہ اس کی مدت کی کوئی تعیین نہیں ہے کوئی پانچ برس میں حفظ کرے کوئی دس برس میں کوئی تیس برس میں کرے تو بھی اس کو یہ فضیلت مل جائے گی اس لئے بھائی آج ہی سے ارادہ کرلو کہ ہم حافظ بنیں گے ایک ایک سطر یاد کرو ایک سطر یا آدھی سطر یاد کرو ایک سطر یاد کرنا شروع کرو گے تو سال بھر میں ایک پارہ ہو جائے گا ایک ایک پارہ یاد کرتے رہو تو تیس برس کے اندر حافظ ہو جاؤ گے اور اس سے جلدی بھی ہو سکتے ہو اگر ہمارا وقت آ گیا اور دنیا سے اٹھا لئے گئے تو حافظ ہو کر اٹھائے جائیں گے کاس گنج کے اندر جب میں نے اس کو بیان کیا تو پینسٹھ سال والوں نے یاد کرنا شروع کر دیا بمبئی میں ایک صاحب ہیں جن کی عمر پچھتر سال کی ہے انہوں نے اس عمر میں حفظ کرنا شروع کر دیا اور ایک دو پارے یاد بھی کر لئے ہیں اسی طرح تراویح کے نظم کے سلسلہ میں بھی ایک آسان تدبیر ہے کہ تیس آدمی تیار ہو جاؤ ایک ایک پارہ یاد کرلو ایک پارہ تم ایک پارہ تم سال بھر میں ایک ایک پارہ یاد کرلو گے تو ظاہر ہے کہ اس سے کتنی سہولت اور آسانی ہو جائے گی کہ محلہ میں اگر حافظ مل جاتا ہے تو اب سامع کی ضرورت نہیں ہے اور اگر حافظ نہیں ملتا ہے تو سب لوگ ایک ایک پارہ باری باری سنا دو ہمت کرو یاد کرو قدم آگے بڑھاؤ۔

عورتوں کے دینی فکر کے مفید نتائج:

ایسے ہی فقیہہ بننے اور بنانے کا بھی سلسلہ ہے آج اس کی طرف توجہ کم ہے پہلے زمانہ میں ہماری ماؤں اور بہنوں کو اس کا بڑا ذوق تھا توجہ تھی اس کی طرف اس کا اہتمام تھا ایک واقعہ سناتا ہوں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ ہماری ماؤں بہنوں نے دین میں کیا کیا خدمت کی ہیں امام بخاریؒ کو دنیا جانتی ہے امام بخاری کن کی محنت سے تیار ہوئے؟ بچپن ہی میں ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا ان کی والدہ اور بہن نے ان کی تربیت کی اپنے ساتھ لے جاتی تھیں محدثین کی خدمت میں اور ان کی مجلس میں لے جاتی تھیں ان سے دعا کرواتی تھیں ان کی صحبت میں بٹھلاتی تھیں چنانچہ ان کی محنت اور تربیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ علم حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقام عطا کیا کہ انہوں نے کتاب لکھی ہے بخاری شریف وہ اتنی مقبول ہوئی ہے کہ قرآن کے بعد تمام امت میں بالاتفاق بخاری کا درجہ ہے کہیں چلے جاؤ ہندوستان کے اندر کہیں باہر چلے جاؤ امام بخاری کی بخاری شریف ملے گی دیکھا یہ کس کی پرورش کا نتیجہ ہے؟ ماں بہنوں کی تربیت کا ایک واقعہ اور سناتا ہوں ابن جوزیؒ کتنے بڑے محدث گزرے ہیں جب یہ تین برس کے ہوئے تو ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا پھوپھی کی تربیت میں رہے ان کی پھوپھی کو معلوم ہوتا کہ کہیں جلسہ ہے وعظ ہے باہر سے عالم آئے ہیں ان کی خدمت میں ان کو بھیجتی تھیں دعا کراتی تھیں جلسوں کے اندر شرکت کرتی تھیں ان کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ دس برس کی عمر میں وعظ کہنے لگے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیان میں وہ تاثیر رکھی کہ لوگ غشی کھا کھا کر گرتے لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں ان کے وعظ میں وہ اثر رکھا کہ بیس ہزار عیسائی اور یہودی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زائد لوگ ان کا بیان سن سن کر متبع سنت بن گئے یہ کن کی پرورش کا نتیجہ تھا؟ ان کی پھوپھی کی محنت کا نتیجہ تھا پہلے ہماری ماں بہنوں کے دینی ذوق وشوق کا کیا حال تھا؟ اللہ اکبر! اس قسم کے بیسوں واقعات ہیں یہ ایک مستقل موضوع ہے مجھے اس وقت مختصر طور پر توجہ دلانے کے لئے عرض کرنا ہے۔

بہن کا تعلیم کے لئے ایثار:

ایک واقعہ اور سناتا ہوں ایک صاحبزادے ایک جگہ پڑھ رہے تھے وہاں کا جو کورس تھا اس کے موافق جیسے آج کل کہیں پرائمری اسکول ہیں کہیں ڈگری کالج ہیں اور ان میں تعلیم کا ایک نصاب ہے اسی طرح وہ بھی مقامی ایک عربی مدرسہ میں پڑھ رہے تھے وہاں جو عربی کا کورس تھا انہوں نے جب اس کو پورا کر لیا تو اب ارادہ ہوا کہ باہر جائیں پڑھنے کے لئے تو سوچا کہ خود کرنا کیا ہے اگر ہم والدین سے پوچھتے ہیں تو شاید اس کی اجازت نہ دیں تو انہوں نے اپنا سامان اکٹھا کیا ان کی جو بہن تھیں اس نے بھانپ لیا اس نے یہ کیا کہ ایک تھیلی کے اندر اپنا سارا زیور رکھ کر اس میں ایک پرچہ لکھ کر رکھ دیا اور یہ تھیلی ان کے سامان کی پوٹلی میں رکھ دی پرچہ میں یہ مضمون لکھا تھا کہ بھائی جی تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی علم دین پڑھتی اس کی تکمیل کرتی مگر میں کیا کروں والدین نے مجھے ادھر نہیں لگایا لیکن تمہارے علمی شوق کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہاں پر جب تک تم رہے میں تمہاری خدمت کرتی تھی اب اندازہ یہ ہوا کہ تم باہر جا کر پڑھنا چاہتے ہو تو یہ زیور میری ملکیت ہے یہ میں تمہارے لئے رکھتی ہوں جب تم کو ضرورت پڑے اس میں سے جتنا چاہو خرچ کرلو اس مضمون کا پرچہ رکھا وہ اپنی پوٹلی لے کر پڑھنے کے لئے چلے جب پہنچتے ہیں وہاں جہاں ان کو جانا تھا وہاں جا کر اس کو کھولتے ہیں تو اس میں وہ پرچہ ملا چنانچہ انہوں نے ذوق وشوق سے علم حاصل کیا اور محنت ومشقت برداشت کرتے رہے اور پڑھتے رہے یہ صاحبزادے وہی ہیں جو آگے چل کر علامہ چغمینی کے نام سے مشہور ہوئے انہوں نے علم ہیئت اور فلسفہ

میں کتاب لکھی جو کہ پڑھائی جاتی ہے۔

اکلوتی اولاد کی دینی تعلیم کے لئے کیسی قربانی دی؟

میرے عزیزو دوستو! کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں کیسی کیسی محنتیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں، اس سلسلہ میں پرانے زمانے کے تو بہت سے واقعات ہیں اس زمانہ میں بھی اس طرح کے عجیب عجیب حالات پیش آتے ہیں جس زمانہ میں میں سہارنپور پڑھا کرتا تھا تو اس زمانہ میں ہمارے ایک ساتھی تھے بخارا کے رہنے والے تھے ان کے والد عالم تھے بعض جگہ کا رواج ہوتا ہے کئی کئی شادیوں کے کرنے کا کہ ایک نکاح دو نکاح تین نکاح ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کئی شادیاں کرنے میں کوئی عجیب بات ہی نہیں چنانچہ ان کے والد کی تین بیویاں تھیں ان میں ایک سے اکیلے یہی ہمارے ساتھی تھے ان کے والد صاحب خود عالم تھے پڑھاتے تھے جس کی وجہ سے یہ گھر ہی میں رہے اور والد صاحب سے پڑھتے تھے بڑے ہوگئے شادی ہوگئی پڑھنے میں بے توجہی کرتے تھے ایک دن ان کے والد رونے لگے اور کہنے لگے کہ میری تمنا تھی کہ تم عالم ہوتے مگر یہاں رہ کر تم پڑھ نہیں پاؤ گے وہ سہارنپور کا سفر کرچکے تھے غالباً وہ سہارنپور یا دیوبند کے پڑھے ہوئے بھی تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ تم سہارنپور یا دیوبند جاؤ تو پڑھ سکتے ہو اسی میں میری عین خوشی ہے اس بات سے ان کے دل پر چوٹ لگی اور تیار ہوگئے بیوی کے لئے انہوں نے سوچا کہ پتہ نہیں کیا ہو کیا حالات پیش آئیں کب واپس ہو تو انہوں نے بیوی کو طلاق رجعی دیدی اس نے کہا کہ گو مسئلہ کے لحاظ سے مجھ کو حق ہو جاتا ہے کہ میں عدت کے بعد دوسرا نکاح کرلوں مگر میں آپ کا انتظار کروں گی جب آپ پڑھ کر آئیں گے تو آپ سے میں دوبارہ نکاح کروں گی دیکھا آپ نے جس ماں کا ایک بیٹا ہو جوان بیٹا ہو وہ دین کی خاطر ایسی قربانی دے کہ جاؤ بخارا سے سہارنپور پڑھنے کے لئے بیوی شوہر کا کیسا تعلق ہوتا ہے؟ لیکن ماں باپ کی خوشی اور دین کی قدر و منزلت کی وجہ سے کیسی قربانی دی چنانچہ سہارنپور آئے اور پڑھ کر فارغ التحصیل ہوگئے تو ایسے ایسے حالات پیش آتے ہیں دین کی خاطر علم کی خاطر۔

ہماری اولاد اس عظیم خدمت کو کیوں نہ انجام دے؟

میری عزیزو دوستو! فقیہ بنو اور بناؤ اپنی اولادوں کو بناؤ ایک بات بتلاتا ہوں کہ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن وزیر اعظم اور گورنر کی کرسی پر بیٹھنے والے لوگ رہتے ہیں یا نہیں رہتے؟ وزراء بنتے ہیں کہ نہیں بنتے ہیں ملک کے لوگوں ہی میں کوئی نہ کوئی ان عہدوں کو سنبھالتا ہے اور ان کرسیوں پر بیٹھتا ہے اسی طرح نبوت تو ختم ہو چکی ہے لیکن ولایت تو نہیں ختم ہوتی ہے وہ تو باقی ہے اس میں بھی درجات اور مراتب ہیں قطب غوث اور ابدال کی کرسیاں رہتی ہیں۔ قیامت تک لوگ رہیں گے بڑے بڑے بزرگان دین اللہ والے محدثین فقہاء اور علماء ہے ہیں جو ان کرسیوں پر بیٹھے اور دین کا کام کیا جب تک یہ دین رہے گا اس وقت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور بڑے بڑے اکابر کی جگہ پر بیٹھنے والے اللہ کے بندے پیدا ہوتے رہیں گے۔ امام رازیؒ کی جگہ پر بیٹھنے والے ہوں گے یا نہیں؟ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی جگہ بیٹھنے والے نکلیں گے یا نہیں نکلیں گے؟ بڑے بڑے اکابر بڑے بڑے علماء حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ ان حضرات نے دین کا جو کام کیا ہے اور جو خدمات انجام دی ہیں تو کیا یہ سلسلہ باقی رہے گا یا نہیں؟ بعد میں ایسے لوگ رہیں گے یا نہیں رہیں گے؟ ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی تو اس کام کو کرے گا ہی کوئی نہ کوئی تو ان کرسیوں پر بیٹھے گا کیونکہ دین کی خدمت اور اشاعت کا کام تو قیامت تک چلتا رہے گا اور کوئی نہ کوئی تو خدمت کرے گا ہی تو ہماری اولاد ان کرسیوں پر کیوں نہ بیٹھے اور وہ اس خدمت کو کیوں نہ انجام دے؟ ہماری اولاد اس جگہ کو نہ پہنچے سوچو تو کیا حال ہو رہا ہے؟ اس طرف کتنی غفلت اور سستی ہے۔

حاملان دین کا کیسا اعزاز ہوتا ہے؟

اسی سلسلہ میں ایک بات اور عرض کردوں کہ دنیا میں جو لوگ بزرگوں کے طریقوں پر چلتے ہیں اور دین میں لگتے ہیں ان کو دیکھو کہ دنیا میں ان کا کتنا اعزاز ہوتا ہے عید بقرعید کے موقع پر لوگوں کا جہاں اجتماع ہوتا ہے اس میں بڑے بڑے لکھپتی ہوتے ہیں کروڑپتی ہوتے ہیں حکومت کے بڑے بڑے عہدیدار ہوتے ہیں کہ نہیں؟ اور جہاں حکومت اسلامی ہے وہاں پر وزیر آتے ہیں کہ نہیں؟ بادشاہ مملکت آتے ہیں کہ نہیں؟ اس موقع پر امام کس کو بناتے ہیں؟ کسی لکھ پتی کو یا کسی کروڑپتی کو یا کسی وزیر کو یا کسی تاجر کو یا کسی فوجی کو نہیں ان میں سے کسی کو نہیں بناتے بلکہ امام انہیں کو بناتے ہیں جو ان مکاتب میں پڑھتے ہیں حافظ کو عالم کو قاری کو امام بناتے ہیں جو وزیروں کا امام ہے اس سے بڑھ کر اس کی اور کیا عزت ہوگی؟ جو بڑے بڑے افسران اور جج صاحب کا امام بن رہا ہے کلکٹر کا جو امام بن رہا ہے اس کا کیا مرتبہ ہے؟ اس کی کیا عظمت کیا وقعت ہے دنیا کے اندر؟ دیکھ لو۔

(جاری ہے)

عقیدہ و عمل

محمد حنیف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین آفاقی اور قیامت تک رہنے کے لئے آیا ہے' جس کی ضمانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر دے دی ہے کہ روئے زمین اور فضائے کائنات میں کوئی کچا پکا مکان ایسا نہ ہوگا جو میری تعلیمات اور میری شریعت سے متاثر نہ ہو۔ آپ کی ذات گرامی اسلامی شریعت کے لئے نقطۂ آغاز تھی جیسا کہ قرآن کریم نے سورۂ فتح میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک وسیع وعریض دائرہ بن گیا' جس میں کالے گورے' عجمی عربی' آقا و خادم' بادشاہ اور غلام' تاجر اور کاشت کار' عالم و جاہل سب نظر آ رہے ہیں۔

آپ نے آدم کے گھرانے کو ان کا اصلی رشتہ یاد دلایا' ان کی ہمدردی میں انسانیت کا درد بانٹتے رہے اور یہ اعلان فرمادیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کا خمیر مٹی سے تیار ہوا ہے' اس لئے ظاہری امتیاز و نسب کوئی چیز نہیں۔ آپ نے وہ تمام دیواریں گرادیں اور خلیجیں پاٹ دیں جو اس زمانے کے سورماؤں نے علاقائی' نسلی' لسانی' خاندانی اور تہذیبی بنیادوں پر قائم کی تھیں اور اس موہوم فاصلے کو کم کر کے بتادیا کہ بنی آدم ایک دوسرے کے لئے انسانی جسم کے اعضاء کی طرح ہیں کہ اگر ایک عضو درد' کبیدگی' سوز' حرارت اور بے چینی محسوس کرتا ہے تو سارا جسم انسانی متاثر ہوتا ہے اور شعوب و قبائل کی اگر اسلام نے کسی درجے میں رعایت کی ہے تو وہ تعارف کی وجہ سے ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت کی وجہ سے بڑھتے ہوئے فاصلوں کو بھی ختم کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عصبیت اور جاہلیت کا نعرہ لگانے والے کی مثال ایسی ہے کہ اونٹ منہ کے بل کنویں میں گر جائے اور اسے دم پکڑ کر نکالا جائے' یعنی جس طرح یہ عمل ناگوار و ناشائستہ ہے' اسی طرح اپنے قبیلے' خاندان' جماعت کی غلط راہ پر ہونے کے باوجود حمایت کرنا بھی ناپسندیدہ ہے۔

دین کی اس آفاقیت اور بقا کا راز اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بنیادوں اور اساسی حقیقت پر رکھا ہے' جسے اسلامی شریعت میں عقیدہ اور عمل سے تعبیر کرتے ہیں' اس میں بھی اول الذکر کی حیثیت سنگ بنیاد یعنی پتھر کی ہے' جس کے بغیر اس دنیا میں بندے کا بڑے سے بڑا اچھا عمل اس کی نجات کے لئے کافی نہ ہوگا' دنیا میں ایمان کی دولت سے محروم رہنے کے باوجود ایسے انسانوں کی کمی نہیں جو اچھائیوں اور انسانی خوبیوں کے خوگر ہوتے ہیں' لیکن ان کی یہ اچھائیاں دنیاوی درجات کی بلندی اور راحت و آرام کا سبب تو ہو سکتی ہیں' آخرت میں اس پر کچھ ملنے والا نہیں ہے' ایسے اچھے انسانوں کی نظیر عہد رسالت میں بھی مل جائے گی۔

یہ حضرت حکیم ابن حزام ہیں جو قبول اسلام سے پہلے بھی نماز' روزہ' صدقہ' خیرات میں لگے رہتے تھے۔ غلاموں کو آزاد بھی کیا کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے عہد جاہلیت کی اچھائیوں پر اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: جو نیکیاں تم نے عہد جاہلیت میں کی ہیں' اسلام اسی کا صلہ ہے۔ اب آخرت کے لئے جو نیکیاں کروگے اس پر تمہیں پروانہ نجات ملے گا۔ معلوم ہوا کہ کوئی اچھا کام عقیدے سے محروم رہ کر طاعت' قربت اور عبادت کا درجہ نہیں حاصل کر سکتا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت یہ بتاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دل کے نہاں خانوں کو خدائے وحدہ لاشریک کے یقین کامل سے آباد و شاداب رکھنے کا اہتمام فرمایا۔ ارشاد ہے: "لا الٰہ الا اللہ پر سچا یقین رکھتے ہوئے دنیا سے جائے' جنت کا حق دار ہوگا۔" کہیں فرمایا: "ایسا خوش نصیب جہنم پر حرام ہوگا۔" ایک یہودی نوجوان جو اللہ کے نبی کا خادم تھا' جب وہ مرنے لگا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی' وہ لڑکا اپنے باپ کو دیکھنے لگا' باپ نے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو' چنانچہ اس نے مرتے وقت کلمہ پڑھا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حسن خاتمہ اور توفیق پر خداوند عالم کا شکریہ ادا فرمایا۔

حضرت سفیان بن عروہ ثقفیؓ نے جب عرض کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی بات تلقین فرمادیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت باقی نہ رہ جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عقیدہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "یہ کہو کہ میں خدا پر ایمان لے آیا اور اس پر قوت سے جم جاؤ۔"

عقیدۂ توحید و رسالت آپ کی سیرت کی وہ اہم تعلیم ہے کہ جسے سب کھو کر بھی بچالیا جائے تو بڑی سعادت اور کامیابی ہوگی۔ ایک صحابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا کے ساتھ ہرگز شریک نہ کرنا' چاہے تمہیں جلادیا جائے یا قتل کردیا جائے۔"

اس روایت نے بتایا کہ سیرت کا اہم عنصر عقیدۂ توحید و رسالت ہے' اس راہ میں اگر جان بھی چلی جائے تو یہ سستا سودا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے اندر سیرت کے اس اہم عنصر کو اپنایا تو کلمہ حق بلند کرنے کے لئے سر بہ کفت نکلنا' خاک و خون میں تڑپنا' اذیتوں سے گزرنا' تختۂ دار پر لٹکنا اور میدان جنگ میں طبل کی آواز سننا' ان کے لئے آسان ہوگیا۔ ان اذیتوں سے گزر کر جب وہ منزل جاناں میں قدم رکھتے تھے تو زخموں سے چور اور لہو میں غرق ہوتے تھے' لیکن لب پر: "فزت ورب الکعبة" کا نعرۂ مستانہ ہوتا تھا۔

سیرت کا یہ اہم گوشہ جسے عقیدۂ توحید کہتے ہیں' اس کے مختلف اجزا ہیں اور جسے ایمان مفصل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا ایک ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا اللہ کے سچے رسول ہیں اور فرشتوں کا وجود برحق ہے' خدا نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے' وہ سرچشمۂ خیر ہیں' وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث' وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہیں۔ خدا کی تحمید و تسبیح ہی ان کی غذا ہے' ان میں سے کچھ بارگاہ سے متعلق ہیں اور کچھ کارگاہ سے' وہ اپنا مستقل وجود رکھتے ہیں' آسمانی کتابیں برحق اور سچ ہیں۔ وہ خدا کا کلام ہیں' خدا کی ذات جس طرح ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی' اسی طرح اس کا کلام بھی ازلی ہے' آخرت برحق ہے' تقدیر کے فیصلے سچے ہیں' جنت اور جہنم بھی مخلوق اور برحق ہیں' پل صراط اور میزان عمل بھی حق ہیں' ان اجزا میں کسی ایک کی طرف سے بھی رتی برابر شک ہوا تو پھر ایمان کی خیر نہیں۔ اس لئے سیرت کا اولین تقاضا یہ ہے کہ دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ یہ اجزا اس دل سے وابستہ ہیں یا نہیں۔

یہی دل کی پختگی اور عقیدے کا وہ استحکام تھا' جس نے خطرناک وادیوں اور دشمن کی مجموعی یلغار کے باوجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات میں جنبش نہیں آنے دی اور آپ خطروں میں گھر کر فرماتے تھے لاتحزن ان اللہ معنا اور میدانِ جنگ میں دشمن کر بھری ہوئی جمعیت میں تن تنہا فرمایا کرتے ہیں:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبدالمطلب

میں عبدالمطلب جیسے بہادر انسان کا سپوت ہوں' جو پشت دکھانا نہیں جانتا اور میں سچا نبی ہوں' جس میں کوئی غل و غش نہیں۔

سیرت کا یہ اہم گوشہ ہم سے چھوٹ چکا ہے' یہی وجہ ہے کہ ہر طرح کے نکبت اور ذلت کے بادل ہم پر منڈلا رہے ہیں۔ حد یہ ہے کہ ہم اب اپنے ہی سائے سے ڈرنے لگے ہیں۔ معرکۂ خیبر میں یقین اور وثوق کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: عن قریب لشکر شکست خوردہ دم دبا کر بھاگ جائے گا' یا اسی سیرت طیبہ کا اہم عنصر ہے' جسے آج ملت اسلامیہ میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا بنیادی وصف عمل ہے' جس کی حیثیت قوموں' ملکوں اور گردش ایام میں حاکم اور فاتح کی ہے' دنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کردار اور عمل کے سامنے ظاہری تب و تاب اور گل افشانی گفتار کی کوئی حیثیت نہیں' بے سروسامانی کی زندگی میں عمل سے جو انقلاب برپا ہوتا ہے وہ گفتار اور شوخیوں کے طوفانوں کو بھی پسپا کردیتا ہے' اس ترقی یافتہ متمدن دنیا میں لکچر' لٹریچر' پمفلٹ' سیپوزیم اور مذاکروں کی کمی نہیں۔ یہ ایسے آلات ہیں جن کی چمک اگرچہ نگاہوں کو خیرہ کئے ہوئے ہے' لیکن اس کی کاٹ دلوں تک تو کیا پہنچے ظاہری چمڑی کو بھی متاثر نہیں کرپاتی' اس لئے یہ کہتے ہوئے قوت معلوم ہوتی ہے کہ عمل ہی وہ شمشیر براں ہے' جس کا لوگوں کے دلوں پر براہ راست غلبہ ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

آدمی نہیں سنتا آدمی کی باتوں کو

پیکر عمل بن کر غیب کی صدا ہوجا

اثر انداز ہونے کے لئے عمل براہ راست فعال ہے۔ عمل باطل نظام کو زیر و زبر کرنے کے لئے صاعقہ ربانی ہے۔ عمل ایک باطنی قوت ہے' جس کا قالب سے زیادہ قلب پر اثر ہوتا ہے' عمل ایک حقیقت ہے' جس کے اشارے کی زبان صرف دل و دماغ سمجھتے ہیں' عمل سیاہ رات میں منزل کے لئے جگنوں کا کام کرتا ہے' عمل سے ہی زندگیوں میں انقلاب آتا ہے وہ اس دھرتی پر ختم الرسل کے اخلاص سے معمور اعمال کی کرشمہ سازی تھی' جس نے غبار راہ کو فروغ وادی سینا عطا کیا۔ عمل موجۂ حق ہے' جس سے باطل پسپا ہوتا ہے' عمل صدائے غیب ہے' جس کی حکمرانی کے وسیع ترین قلم رو کو بصیرت والے ہی دیکھتے ہیں' عمل بے سروسامانی میں بھی پہاڑوں کو دو نیم اور دریاؤں کو دو رخ پر کردیتا ہے' یہ وہ جوہر ہے' جس کا سچا نمونہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تو وادی یثرب سے لے کر ترک و دیلم اور قیصر و کسریٰ کے ایوان شاہی بھی لرز اٹھے۔ عمل ہی آپ کی سیرت طیبہ کا

وہ اہم عنصر ہے جس سے سراپائے رسول تشکیل پاتا ہے۔ عمل خس خانوں، ویرانوں اور دامان کوہ میں رہ کر بھی کامیاب ترین حکومت کرتا ہے، عمل ناقابل شکست قوت ہے، عمل ہی جنت ہے اور وہی جہنم ہے، وہی ولی وہی شیطان وہ برگزیدہ اور وہی راندۂ درگاہ۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس عمل صالح کا نمونہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے: "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سراپا عمل تھی بلکہ وہ پاور ہاؤس ہے جہاں سے حسب استعداد عمل کی قوت بہم پہنچتی ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادات، معاملات، اخلاقیات آداب وغیرہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ساری دنیا کو اپنے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی اور احکام سیکھنے کا حکم بھی دیا۔

نماز کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے ذریعے ساری امت کو: "صلوا کما رایتمونی اصلی" کہہ کر عمل کی ترغیب دی۔ حج کی اداؤں کو اپنانے کے لئے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: "مجھ سے اپنے حج کے ارکان اور احکام سیکھو۔" آداب زندگی کی تلقین کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انما انا لکم مثل الوالد اعلمکم کل شئی " (میں تمہارا روحانی باپ ہوں، تمہیں ہر ادب سکھاتا ہوں، دیکھو قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو قبلے کی طرف اپنا رخ اور اپنے پشت نہ کرو)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں زندگی کے لئے مفید اعمال کی ترغیب دی وہیں عمل سے خالی زندگی پر سخت نکیر بھی فرمائی اور مال و زر کی آسودہ زندگی پر بھروسا کرنے والے نادانوں کو تنبیہ بھی فرمائی اور آیات قرآنی کی روشنی میں بتا بھی دیا کہ سیم و زر اور آل و اولاد دنیا کی عارضی اور موہوم چمک دمک ہیں جو ختم ہو جائیں گی اور باقی رہنے والی وہ نیکیاں ہیں جسے بندہ عمل کی صورت میں اختیار کرتا ہے۔

قوموں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عملی پیغام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسبت اور قومی مفاخرت پر اترانے والوں کو فریب سے نکالتے ہوئے اسی عمل کی ترغیب دی، یہی نہیں اپنے عزیز و خاندان والوں اور عم محترم حضرت عباسؓ و حضرت فاطمہؓ تک کو فرمایا کہ اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ نبی کا چچا یا صاحبزادی ہو، حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: "اعملی لا اغنی عنک من اللہ شیئا فاطمۃ" (عمل کرتی رہو، میں قیامت میں تمہارے کام نہ آسکوں گا)۔ ایک اور مقام پر پوری امت کو عمل کی ترغیب دیتے ہوئے بے عملی اور چیزوں پر تکیہ کر کے بیٹھنے کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں: "جو اپنے عمل سے سست ہوگا، اس کا نسب اس کے کام نہیں آسکے گا۔" ان روایات سے سیرت کے اس اہم گوشے پر روشنی پڑتی ہے، جسے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتح عالم بنایا ہے۔ عارف مشرقی فرماتے ہیں:

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

سیرت کا یہی وہ پہلو ہے جس نے یکساں دوست دشمن، اپنے پرائے، حاکم و محکوم، ظالم و رحمدل سب کو متاثر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی قوت نے مردوں کو مسیحائی، کمزوروں کو توانائی اور بصیرت سے محروم دنیا کو بینائی عطا کی۔ یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت کا فیضان ہے کہ شرق و غرب، عرب و عجم سب کو نوازا۔ اس قطعی حقیقت کو دل و دماغ سے قریب تر کرنے کے لئے عملی سیرت کے چند گوہر پارے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن ابی الحمارؓ فرماتے ہیں کہ نبوت سے پہلے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا، ابھی وہ معاملہ پورے طور پر طے نہیں ہوا تھا کہ میں کسی ضرورت سے وعدہ کر کے چلا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ اتفاقاً تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہ آیا۔ تیسرے دن جب یاد آیا تو میں اس جگہ پہنچا، جہاں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا تھا، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ میری اس پیمان شکنی پر بغیر کسی ناراضگی کے ارشاد فرمایا: "تم نے مجھے زحمت دی، میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا منتظر ہوں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت میں حسن معاملہ اور دیانت داری کا ایسا اصول نمونہ ملتا ہے جو تمام تاجروں اور اہل معاملہ کو روشنی اور ترقی کی راہ دکھاتا ہے۔

ایک سفر میں صحابہ کرامؓ نے کھانا پکانے کا انتظام کیا اور سب ہی نے اپنے ذمہ ایک ایک کام لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنگل سے لکڑیاں لاؤں گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 745573

ہمارے ماں باپ قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت فرمانے کی ضرورت نہیں' ارشاد فرمایا: یہ صحیح ہے لیکن خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے کو دوسرے سے نمایاں اور بالاتر سمجھتا ہو۔

غور کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرت کے اس عملی پہلو میں دوستی اور محبت کی یہی بنیاد پیش کرکے بتایا کہ دلوں کو فتح کرنے کے لئے دوستوں کے شانہ بشانہ ہر کام میں بڑے کو بھی شریک ہونا چاہئے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد دنیا والوں نے دولت کی فراہمی اور زر کشی پر رکھی ہے۔ اس ناکارہ اور خود غرضانہ نظام نے دنیا کی معیشت کو اس طرح تباہ کر رکھا ہے کہ دولت پر صرف چند سرمایہ داروں کا قبضہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے انسانی ضمیر کو بتایا کہ دولت جمع کرنے سے نہیں بلکہ اچھے کاموں میں خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔ ارشاد گرامی ہے: "لاینفذ مال من صدقة" آپ نے سود کو حرام' غلط کاروبار کو ناجائز قرار دیا' رشوت' فراڈ' ذخیرہ اندوزی اور چوری سے سخت نفرت کا اظہار فرمایا اور اعلان فرمایا کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کردی جائے۔ سیرت کے اس عملی پہلو پر دنیا عمل کرے تو انسانیت کا ایک قابل رشک معاشرہ وجود میں آجائے۔

تفوق اور بالادستی کے جس ناسور میں دنیا مبتلا تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مٹا کر احترام آدمیت اور مساوات انسانی کا عملی درس دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس درس اور کھانے کے دستر خوان پر غلام اور آقا' شاہ و گدا' ادنیٰ اور اعلیٰ سب ایک ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اگر فیروز دیلمی جیسے بادشاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقے میں ہیں تو بلال حبشیؓ بھی وہیں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام طبقات انسانی کو بار بار یاد دلایا کہ اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی ہو جاؤ۔

درحقیقت عقیدے کی پختگی اور اصلاح کے بعد سیرت کا یہی وہ عملی گوشہ ہے جس میں آدمیت کی رفعت اور عظمت انسانی کی معراج پوشیدہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ گوشہ اس قدر دراز تر ہے کہ زبان و قلم بھی اس کی دسترس سے عاجز ہیں۔

☆☆..........☆☆

مناجات

مولانا سید سلیمان ندویؒ

صدقِ احساس کی دولت مرے مولیٰ دے دے
غمِ امروز بھلا دے غمِ فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی
دل دیوانہ و شیدائی و شیدا دے دے

اپنے میخانے سے اور دستِ کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دے دے

کھول دے میرے لئے علم حقیقت کے در
دل دانا' دل بینا' دل شنوا دے دے

قول میں رنگِ عمل بھر کے بنادے رنگیں
لب خاموش بنا کر دل گویا دے دے

دل بیتاب ملے دیدۂ پُر آب ملے
تب آتش مجھے دے دی نم دریا دے دے

دردِ دل سینے میں رہ رہ کر ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمد واصف نفیس مظاہری

نغمۂ صداقت ہے لا الہ الا اللہ — تحفۂ نبوت ہے لا الہ الا اللہ
مصدر حقیقت ہے لا الہ الا اللہ — جامع شریعت ہے لا الہ الا اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رہنمائے امت ہے لا الہ الا اللہ — حاصل سعادت ہے لا الہ الا اللہ
باعث کرامت ہے لا الہ الا اللہ — یہ صدائے رحمت ہے لا الہ الا اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب صفا پہاڑی پر قوم سے کہا آ کر — دین حق کی دعوت ہے لا الہ الا اللہ
ظلمتوں کے جھرمٹ میں کیوں پڑے ہوائے لوگو! — مطلع شفاعت ہے لا الہ الا اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

عاشق نبی نے دی جب صدائے الا اللہ — ذرہ ذرہ بول اٹھا لا الہ الا اللہ
لا سکے نہ تاب آخر حضرت بلالؓ بھی اس دم — نکلی جب دل سے صدا لا الہ الا اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

امیدوار رحمت ہے واصف حزیں یا رب — حرز جاں بنالوں میں لا الہ الا اللہ
مرتے دم زباں پر ہو آرزو ہے یہ میری — ہونٹوں پہ سجالوں میں لا الہ الا اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

24 ویں

سالانہ دوروزہ عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

29، 30 / ستمبر 2005ء بمطابق ۲۴، ۲۵ / شعبان ۱۴۲۶ھ

بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

بمقام: مسلم کالونی چناب نگر

علماء، مشائخ، سیاسی قائدین، دانشور اور وکلاء خطاب فرمائیں گے

زیر صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا **خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ** امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت پاکستان، ملتان

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	مخدوم آباد
نمبر	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613